نمبر ۲۷	۲۱ ماہ تبوک سنہ ۱۳۳۱ ہش - یکم محرم سنہ ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۵۲ء	جلد ۱

مَیں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے!

از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"مَیں بکمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتان ہندوان و آریان کو یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے انہی معنوں سے میں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دنیا میں پھیلاؤں۔ مَیں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اٹھائی جائے۔ اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں اور میں مامور ہوں کہ جہانتک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دور کر دوں اور پاک اخلاق اور بردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف ان کو بلاؤں میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اُصول۔

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ مَیں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اُس کان سے ملا ہے اور اس کی اسقدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے تمام بنی نوع انسان بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اُس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائینگے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اُس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اُس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ انکی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے مَیں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر اُن کو اتنے ملیں اُن کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔"

(اربعین ۲ صفحہ ۶ سنہ ۱۹۰۰ء)

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر "بدر" قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقائہ
واطلع شموس طالعہ کی
صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ مبارکہ:- مورخہ ۱۸/ستمبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں:-

"سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی نقرس اور بازوؤں کی تکلیف میں افاقہ ہے لیکن امتلاء کی حالت بدستور ہے۔"

احباب سے درخواست ہے کہ حضور پرنور کی صحت کاملہ، درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان کی فیوض و برکات کے حاصل کرنے کا زرین موقعہ

احباب کرام! اس وقت احمدیت کا دائمی مرکز جس کو خدا تعالےٰ نے اپنی ہر قسم کی برکات و انوار سے نوازا ہے۔ اور جو موجودہ زمانہ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولد و مسکن اور مدفن ہے۔ اور نور اسلام کو پھیلانے کا منبع اور مصدر ہے اسمیں موجودہ وقت میں مخصوص حالات کے پیش نظر رہائش اختیار کر کے خدمت سلسلہ کا زرین موقعہ ہے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ سے احمدیت کے فدائی اس مقدس مقام کو دیکھنے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ لیکن ان کو یہ موقعہ میسر نہیں آتا۔ ہندوستانی احمدیوں پر خدا تعالےٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ ان کے لئے موجودہ حالات میں مرکز احمدیت میں رہنے اور اسمیں خدمات سلسلہ سرانجام دینے کے لئے سہولت اور موقعہ میسر ہے۔

پس احباب میں سے جو وقف کر کے قادیان آسکیں وہ وقف کر کے آجائیں۔ اور جو بغیر وقف کے خدمت سلسلہ کے لئے تشریف لاسکیں وہ اسی طرح آجائیں۔ مڈل پاس۔ میٹرک پاس نوجوانوں اور پنشنر احباب سے خاص طور پر مرکز میں آنے کی درخواست کی جاتی ہے تفصیلی معلومات کے لئے نظارت امور عامہ قادیان سے خط و کتابت فرمائیں۔

خدا تعالےٰ آپ کو اس زرین موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

لجنات اماء اللہ توجہ کریں

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر انتظام مستورات کا رسالہ مصباح مرکز سلسلہ سے عرصہ تیس سال سے جاری ہے اس اس معاملہ میں بعض بہنوں نے قابل رشک تعاون کا ثبوت دیا ہے لیکن اکثر لجنات نے اسطرف توجہ نہیں دی نہ خود خریدار بنیں اور نہ دوسروں کو خریدار بنانیکی کوشش کی بعض بہنوں کیطرف بقایا ہے بعض خریدار وی۔ پی واپس کر دیتے ہیں۔ اس طرح رسالہ کی خریداری روز بروز کمی ہوتی جارہی ہے اور رسالہ کو مالی مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے میں اس چٹھی کے ذریعہ تمام احمدی بہنوں سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنے فرض کو پہچانیں رسالہ کی خریدار بنیں دوسری بہنوں کو خریدار بنائیں اپنے بقایا جلد صاف کریں۔ اگر کسی خریدار کی طرف وی پی کیا جائے تو وی۔ پی وصول کریں۔ اپنی خوشی کے مواقع پر رسالہ کی امانت فنڈ کو یاد رکھیں۔ یاد رہے کہ احمدی مستورات اور بچوں کی دینی۔ مذہبی علمی ترقی کیلئے اس رسالہ کی ہر ماہ

ہر ماہ احمدی گھرانہ میں پہنچنا ضروری ہے۔ مادیت کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کے مقابلہ کیلئے رسالہ مصباح بہترین ہتھیار ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ تمام احمدی بہنیں اس طرف فوری توجہ کریں۔ نیز مصباح کے نئے عنوان "معصومیت" کے متعلق بھی بہنیں دلچسپی کا ثبوت دیں۔

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ربوہ)

ولادت

اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل خاص سے خاکسار کو ۳۰/اگست ۱۹۵۲ء بروز شنبہ بوقت ۱۲½ بجے دن دوسرا فرزند عطا فرمایا فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

حضرت اقدس المصلح الموعود ایدہ الودود نے ازراہ شفقت بچہ کا نام منیر الدین تجویز فرمایا ہے۔ بزرگان سلسلہ، درویشان قادیان نیز احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرماویں کہ مولا کریم عزیز موصوف کو باعمر بلند اقبال خادم دین اور میرے لئے باقیات الصالحات بنائے۔ آمین۔

خاکسار سید بدرالدین احمد غنی عنہ قائد خدام الاحمدیہ نمبر ۱/۱۰ آکرا بہ روڈ کلکتہ ۱۷

امرت پتریکا کے دلآزار مضمون کے متعلق احتجاج!

جناب پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ جے پور (راجستھان) اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت احمدیہ جے پور نے امرت پتریکا کے دلآزار مضمون کے متعلق مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کر کے سرکاری افسروں کو بھجوایا:-

"ہندوستان کی دستوری حکومت کے ماتحت مسلمان رعایا کے مذہبی جذبات کو چھوٹے اور ہتک آمیز لٹریچر سے جو ہمارے محبوب اور قابل احترام بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف شائع ہوا ہے سخت مجروح کیا گیا ہے ہم حکومت سے تہذیب اور شرافت کے نام پر درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے گندے اور ہتک آمیز مضامین کو جن سے بار بار مسلمانوں کی مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے فوراً روک دیں اور ان لوگوں کے خلاف جو رعایا کے مختلف طبقات میں نفرت اور انشقاق پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں سخت کارروائی کرے۔"

"حیات احمد" علیہ الصلوٰۃ والسلام
عہد جدید جلد اوّل

یہ بات قابل مسرت اور باعث شکر ہے کہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے باوجود پیرانہ سالی اور گوناگوں مشکلات کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح حیات کی نئی جلد جو بہ سلسلۂ قدیم جلد سوئم ہے۔ حیدر آباد سے شائع کی ہے جس میں حضرت اقدس علیہ السلام ۱۸۸۹ء سے ۱۸۹۲ء تک کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ بے شک حضور اقدس علیہ السلام کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ اور مشعل راہ ہے اور ہر مخلص دوست کا فرض ہے۔ کہ وہ ہمہ وقت حضور کے نمونہ کو پیش نظر رکھے لیکن جس زمانہ پر مشتمل زیر تبصرہ کتاب ہے وہ حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی کا بہت ہی اہم زمانہ ہے۔ اور احباب کا فرض ہے کہ وہ اس قیمتی کتاب کو حاصل کر کے اپنے ایمانوں کے ازدیاد کا سامان مہیا کریں۔ کتاب کی کتابت اور شکل و صورت دیدہ زیب ہے۔ قیمت فی جلد ۸ روپے ہے۔ اور ہندوستان اور پاکستان میں برابر ہے۔

احباب زیادہ سے زیادہ نسخے خرید کر حضرت عرفانی صاحب کے لئے اس کی آئندہ جلدوں کی تکمیل کے لئے سہولت بہم پہنچائیں۔

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان میں مرکزی وفد کا سروے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد اور جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء کے موقعہ پر جماعتوں کے مشورہ کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی سروے کے لئے مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال اور مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مرکزی وفد مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ یہ وفد ستمبر کے آخری ہفتہ سے جماعتوں کے ایک حصہ کے معائنہ کا کام شروع کر رہا ہے۔

۲۲ ۶/۵۲ سے آخر ستمبر تک علاقہ بنگال۔ ماہ اکتوبر میں صوبہ بہار اور ماہ نومبر میں علاقہ یو پی کی جماعتوں کا معائنہ کیا جائے گا۔ لہذا بذریعہ اعلان ہذا اس علاقہ کی جماعتوں کو اطلاع دیتے ہوئے تحریک کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس مرکزی وفد کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کریں۔ اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

سینما کی لعنت

مسٹر راج گوپال اچاریہ وزیر اعظم مدراس نے مدراس کے طلباء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"سینما کی لت بہت بری ہے۔ اور یہ میں اس لئے نہیں کہتا کہ آجکل کی پکچریں دماغ کو کند بناتی ہیں۔ وہ تمہیں کچھ ایسے خیالات کے سوچنے پر مجبور کرتی ہیں جن پر تم سوچنا نہیں چاہتے۔ اس لئے میں آپ لوگوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ سینما بازی نہ صرف آپ کے اخلاق اور روحانیت کو متاثر کرتی ہے۔ بلکہ آپ کی زیرکی اور دانشمندی کو بھی کمزور بنا دیتی ہے"۔ (الجمعیۃ دہلی ۱۳ ستمبر ۵۲ء)

راجہ جی نے جس حقیقت پر سے اب پردہ اٹھایا ہے۔ اس کے متعلق ہمارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز آج سے چودہ پندرہ سال پیشتر جماعت احمدیہ کو بالخصوص اور دوسرے لوگوں کو بالعموم توجہ دلا چکے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے افراد اپنے مقدس امام کے ارشاد کے ماتحت اس حیا سوز اور مخرب اخلاق لعنت سے نجات پا چکے ہیں۔

پس احمدیہ جماعت کے لئے شکر کا مقام ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس کو بحیثیت جماعت کے اس ذہنی، اخلاقی اور اقتصادی گراوٹ کے رستہ سے بچالیا ہے

موجودہ زمانہ میں سینما بینی کی عادت نہ صرف یہ کہ نوجوانوں کے اخلاق کو خراب کر رہی ہے۔ بلکہ اقتصادی لحاظ سے بھی یہ ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے۔

سنہ ۱۹۵۰ء میں سینما کے متعلق جو اعداد و شمار شائع ہوئے تھے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں فلموں پر مستقل سرمایہ ۲۳ کروڑ لگا ہوا ہے۔ اور چالو سرمایہ ۹ کروڑ ہے۔ فلموں کی سالانہ آمدنی ۲۶ کروڑ ہے۔ سینما بینوں کی تعداد سالانہ ۲۵ کروڑ ہے۔ ہندوستان میں مستقل سینما گھر ۲۳۰۷ ہیں اور عارضی سینما گھر ۸۰۰ ہیں۔

اتنی خطیر رقم کا سالانہ ایک تخریبی اور مخرب اخلاق تماشہ پر صرف ہونا یقیناً افسوس ناک ہے۔ بالخصوص جبکہ ہمارے ملک کی اقتصادی بدحالی نمایاں ہے اور تعمیری منصوبوں پر فنڈز کی کمی کی وجہ سے پوری توجہ نہیں دی جا رہی ابھی حال میں ہی اندور میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے بجا طور پر فرمایا کہ:-

"گو ہم نے آزادی حاصل کر لی ہے مگر وہ سیاسی آزادی ہے معاشی آزادی نہیں۔ اب ہمیں دو کام کرنے ہیں اول سیاسی آزادی کا استحکام دوسرے معاشی آزادی کا حصول"۔

سینما بینی کی لعنت یقیناً ایک بہت بڑی لعنت اور قومی نقصان ہے نہ صرف اخلاقی اور روحانی طور پر بلکہ اقتصادی لحاظ سے بھی اور یہ ہمارے معاشی آزادی کے حصول میں ایک بہت بڑی روک ہے۔ پس جتنی جلدی ہمارے اہل ملک اس لعنت سے نجات حاصل کریں اتنی ہی سرعت کے ساتھ ہمارا ملک معاشی اور اقتصادی آزادی کے حصول میں کامیابی حاصل کر لے گا۔ اور ہم ایک باوقار اور معزز ملک کے قابل صد احترام باشندے ہو جائیں گے۔ خدا تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

قابل رشک درویشانہ زندگی!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ میں قادیان کی بستی ایک کوردہ تھی۔ اور اس کی مثال وادیٔ غیر ذی زرع کی سی تھی۔ فدایانِ احمدیت اپنے عزیز وطنوں اعزاء و اقارب اور کاروبار اور املاک کو چھوڑ کر محض خدا تعالےٰ کی خاطر ہر قسم کی قربانی کر کے اس مقدس جگہ میں مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک قدموں کے نیچے جمع ہو گئے۔ بے شک ان کو زندگی کی سہولتیں اور آرام و آسائش کے ذرائع اس مقام پر حاصل نہ تھے۔ اور وہ اپنے وطنوں اور اقارب سے بھی جدا ہو گئے تھے لیکن اس بظاہر تکلیف دہ زندگی میں وہ حقیقی راحت پاتے تھے۔ کیونکہ یہ سب معوبتیں اور تلخیاں انہوں نے خدا تعالےٰ کی خاطر اٹھائی تھیں۔

قادیان کی اس حالت پر سالہا سال گذر گئے۔ اور خدا تعالےٰ کی تقدیر نے ایسے سامان پیدا کئے کہ یہ کوردہ ایک بارونق اور با آرام قصبہ بن گیا۔ اور یاتون من کل فج عمیق اور یاتیک من کل فج عمیق کے الہامات کی تفسیر کھلے طور پر ظاہر ہو گئی۔ یہاں تک کہ اس مقام میں رہنے والوں کے لئے آرام و سکون کے سامان اور کاروبار کی اکثر سہولتیں مہیا ہو گئیں۔ اور ان مخلص مہاجرین کی زندگیاں ہر طرح آرام سے گذرنے لگیں۔ اور وہ اس نسبتاً امن و امان کے ماحول میں خدمت دین میں معروف نظر آنے لگے۔

لیکن ۱۹۴۷ء میں خدا تعالیٰ کی ایک اور تقدیر ظاہر ہوئی اور اہل قادیان کو جو دنیا کے مختلف حصوں سے اس مرکز روحانیت میں جمع ہوئے تھے "ہجرت کا داغ" لگا۔ اور اکثر احمدی آبادی کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اس ہجرت کے نتیجہ میں اس مقدس بستی کو ایک سخت دھکا لگا۔ اور بہت سی سہولتیں اور آرام کے سامان اور آمدنی کے ذرائع جو احمدیہ جماعت کے ساتھ وابستہ تھے۔ اس سے یہ بستی محروم ہو گئی۔ کم از کم حالات کے تقاضہ سے ان درویشان مسیح پاک کے پاس جو ہجرت کے بعد مقدس مقامات کی آبادی اور حفاظت کے لئے یہاں پر مقیم ہیں بہت سی سہولتیں باقی نہ رہیں۔ نہ ان کے لئے سرکاری ملازمت کا موقعہ ہے۔ کیونکہ وہ قادیان کو چھوڑ کر باہر نہیں جا سکتے۔ اور نہ ہی کاروبار کو جاری کرنے اور ترقی دینے کے ذرائع ہیں۔ کیونکہ اس کے لئے ان کے پاس سرمایہ اور کھلی منڈی نہیں۔ ان میں سے جو صنعتی کاموں کے ماہر ہیں وہ بھی حالات کے تقاضہ سے بے کار ہیں۔ زراعت وغیرہ سے آمدنی کی بھی ان کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ سلسلہ کی تمام اراضی سے وہ بے دخل ہیں۔ ان مشکلات کے علاوہ عزیزوں اور رشتہ داروں سے جدائی بلکہ بغیر اہل و عیال کے تکلیف دہ زندگی بسر کرنا ان کے لئے اور بھی زیادہ دقت کا باعث ہے۔ گویا قادیان ان درویشان کے لئے ایک دفعہ پھر کوردہ اور وادیٔ غیر ذی زرع کا منظر پیش کر رہا ہے۔ جبکہ قادیان سے باہر کے لوگ اپنے کاروبار میں وسعت پیدا کر رہے ہیں۔ اور اپنی ترقی کے لئے بیسیوں ذرائع سوچ رہے ہیں۔ اور ان پر عمل کر کے اپنی حیثیت کو نمایاں کر رہے ہیں۔ قادیان کے یہ درویش خدا تعالےٰ کی خاطر تلخی اور بے سرو سامانی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

بے شک ان کے لئے ظاہری ترقی اور مالی وسعت کے ذرائع وقتی طور پر مفقود ہیں لیکن اللہ تعالےٰ کے حضور وہاں اپنے مہربان اور شکور آقا کے پاس ان کے لئے لازوال انعام و اکرام کے خزانے اور اس کی بخشش رضا اور خوشنودی کے تاج ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کے مخلصین کے متعلق جنہوں نے خدا تعالےٰ کی خاطر اپنے لئے کشائش کے دروازے بند کئے ہوئے ہیں۔ اور معمولی سرو سامان کی زندگی پر قناعت کئے ہوئے ہیں فرمایا ہے کہ:-

طُوْبٰی لِمَنْ هُدِیَ اِلَی الْاِسْلَامِ وَکَانَ عَیْشُهٗ کَفَافًا وَقَنَعَ بِهٖ (المشکوٰۃ)

یعنی اس شخص کی زندگی بہت ہی بابرکت اور قابل رشک ہے جس نے خدا تعالےٰ کی رضاء کے ماتحت اپنی مرضی کو کر دیا۔ اور اس کو گذر اوقات کے لئے معمولی ذریعہ معاش حاصل ہے۔ اور وہ اس پر راضی ہو گیا ہے"۔

پس درویشان قادیان کے لئے ۳۱۳

۳۱۳ کیا یہ کم فخر کا مقام ہے کہ ان کی زندگی کو سید الانبیاء۔ فخر دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے قابل رشک اور بابرکت زندگی قرار دیا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک اس قربانی کی حقیقت کو سمجھے جو وہ خدا تعالےٰ کی خاطر کر رہا ہے۔ اور اپنے مقام کو سامنے رکھتے ہوئے ان مشکلات اور تکالیف کو خوشی سے قبول کرے اور ان پر راضی رہے۔ یقیناً خدا تعالےٰ ان کی پرخلوص قربانیوں کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور اپنی دائمی سنت کے مطابق ان کی ان حقیر قربانیوں کو زیادہ سے زیادہ نوازے گا۔ اور ان کو اور ان کی نسلوں کو برکت دے گا۔

اے اللہ تو ایسا ہی کر۔

(آمین)

خطبہ جمعہ

مساجد ذکر الٰہی کیلئے ہوتی ہیں انہیں اسی غرض کیلئے استعمال کرنا چاہیئے

ذکر الٰہی ان تمام باتوں پر مشتمل ہے جو انسان کی ملی سیاسی علمی اور قومی برتری اور ترقی کے لئے ہوں

شریعت کے قوانین کی پابندی کی عادت ڈالو

از سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹؍اگست ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

مرتبہ: مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
پچھلے سال جولائی میں ۶-۷ تاریخ کو مجھے

درد نقرس کا دورہ

ہوا تھا۔ اور پھر یہ دورہ ہر سال گزشتہ سالوں سے زیادہ شدید ہوتا تھا۔ لیکن اس دفعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تیرھواں ماہ جا رہا ہے کہ درد کا شدید دورہ نہیں ہوا۔ درمیان میں ۶-۷ دفعہ درد کا دورہ شروع ہوا۔ لیکن دو دو چار چار دن ختم ہو گیا۔ اس دفعہ درد کا دورہ شروع ہوا ہے۔ ایک دفعہ تو جوڑوں سے شروع ہوا۔ اور دوسری دفعہ دائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع ہوا اور باوجود اس کے کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس دفعہ

درد کا دورہ

شدت اختیار کرے گا۔ لیکن دونوں دفعہ اس نے شدت نہیں پکڑی۔ پچھلی دفعہ یہ دورہ جلد ہٹ گیا تھا۔ دوسری دفعہ بھی تقریباً ہٹ گیا ہے۔ گو ابھی دائیں گھٹنے میں درد ہوتا ہے۔ گویا بیماری کی شدت کی یہ ایک نئی شکل ہے۔ جو پہلے چار پانچ سال میں نہیں تھی۔ پہلے درد کا دورہ شدت اختیار کر جاتا تھا۔ اور مہینہ مہینہ دو دو مہینے رہتا تھا۔ لیکن اس دفعہ یہ دورہ جلد ہٹ جاتا رہا۔ اور بہت خفیف ہوتا رہا۔ درد نقرس کی وجہ سے میں روزانہ نمازوں کے لئے مسجدوں میں نہیں آ سکتا اور یہی وجہ ہے کہ آج جمعہ کے دن میں نے نکاح کا اعلان کیا ہے۔ یوں میری صحت ایسا رنگ اختیار کر گئی ہے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ موسم کے ٹھنڈے ہونے پر صحت ترقی کرے گی۔ ہر سال لوگ کہا کرتے ہیں کہ اس سال گرمی زیادہ ہے۔ اس وجہ سے گرمی کو زیادہ الزام نہیں دیا جا سکتا۔ بہرحال

میری صحت ایسا رنگ اختیار کر گئی ہے

کہ کسی موسم کا کوئی تغیر برداشت نہیں کر سکتی۔ مثلاً گذشتہ دو ماہ اس طرح گذرے جیسے لوگ کہتے ہیں نہ جیتے گذرتی ہے اور نہ مرتے گذرتی ہے یوں تو ملاقات بھی کرتا تھا۔ اور دفتر سے جو کاغذات اور خطوط آتے تھے انہیں پڑھتا۔ اور ان کا جواب بھی دیتا تھا۔ لیکن تاہم میں نے کوئی اہم کام نہیں کیا۔

اور نہ میں کوئی اہم کام کر سکتا تھا میری طبیعت بوجھ برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ وقت کے لحاظ سے تو وقت ٹل جاتا ہے۔ مثلاً دفتری ڈاک کا لفافہ ہی آتا ہے۔ تو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وہی چلتا ہے۔ کیونکہ لفافہ میں ۷۰-۸۰ خطوط اور رسلیں ہوتی ہیں۔ انہیں خالی پڑھنے کے لئے کافی وقت درکار ہوتا ہے۔ اگر ایک چٹھی کے پڑھنے میں دو منٹ بھی لگیں۔ اور لفافے میں پچاس کاغذات ہوں۔ تو ۱۰۰ منٹ تو یہی ہو گئے یعنی ایک گھنٹہ چالیس منٹ۔ پھر ہر کاغذ کا جواب سوچنا اور لکھنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے اگر کم سے کم وقت بھی لگایا جائے۔ تو وہ ڈھائی گھنٹے سے بڑھ جاتا ہے پھر

ملاقات ہوتی ہے

اور دوسرے کام ہوتے ہیں۔ ملاقات بھی ایک ایک دو دو گھنٹے روزانہ لے لیتی ہے پس وقت کو روزانہ لگانا پڑتا ہے۔ چاہے بیماری ہو یا تندرستی۔ لیکن تندرستی کی حالت میں جو ذہن کی صفائی ہوتی ہے۔ وہ صفائی بیماری میں نہیں ہوتی۔ تندرستی میں ذہن جلدی جلدی کام کرتا ہے۔ واقعات کو سوچتا اور عمل کرتا ہے لیکن بیماری میں یوں محسوس ہوتا ہے۔ گویا دماغ گھسٹتی ہوئی ایک مقام سے دوسرے مقام پر جا رہی ہے۔ اب موسم میں تغیر آ رہا ہے۔ شاید میری صحت کے لئے کوئی بہتری کی صورت پیدا ہو جائے لیکن پچھلے تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ موسم کے تغیر کے وقت اگر طبیعت اچھی ہوتی ہے تو یہ وقتی بات ہوتی ہے۔

موسم کی تبدیلی کی وجہ سے

صحت پر جو اثر پڑتا ہے وہ بہت تھوڑے وقت تک رہتا ہے۔ ہاں اتنا فرق ہے۔ کہ سردی کا علاج آسان ہوتا ہے۔ دروازے بند کر لئے اوپر کپڑے لے لئے۔ آگ جلالی اور کام کرتے رہے۔ آجکل تو ایک اور چیز نکل آئی ہے۔ اور وہ ربڑ کی بوتلیں ہیں۔ گرم پانی لیا اور بوتل میں بھرا اور بوتل پہلو میں رکھ لی اور کام شروع کر دیا۔ گویا سردی کا علاج آسان ہوتا ہے۔ لیکن گرمی میں پوری سردی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ ہاں سردی میں گرمی پیدا کی جا سکتی ہے۔

آج میں جماعت سے

ایک ایسے امر کے متعلق

کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جس کی طرف باہر سے آئے ہوئے ایک نوجوان نے مجھے توجہ دلائی ہے۔ وہ نوجوان باہر سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے ربوہ آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک رقعہ لکھا ہے کہ مسجد میں لوگ آتے ہیں تو ذکر الٰہی کی بجائے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں۔ اور اس طرح وہ اپنا وقت بھی ضائع کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کے ذکر الٰہی کرنے میں بھی روک بنتے ہیں۔ پھر اس نوجوان نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ بازاروں میں لوگ نہایت بے تکلفی کی باتیں کرتے ہیں۔ ایک دوسرے پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں

پہلے میں پہلی شکایت کو لیتا ہوں۔ میں نے متعدد بار جماعت کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ

مساجد ذکر الٰہی کے لئے ہوتی ہیں

اور انہیں اسی غرض کے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔ لیکن جب ہم اسلام کا اور خصوصاً قرون اولیٰ کا گہرا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام نے مساجد کو صرف ذکر الٰہی کی جگہ ہی نہیں بنایا بلکہ بعض دنیوی امور کے تصفیہ کا مقام بھی بنایا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجالس میں ہم دیکھتے ہیں کہ لڑائیوں کے فیصلے بھی مساجد میں ہوتے تھے۔ قضائیں بھی وہیں ہوتی تھیں تعلیم بھی وہیں ہوتی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مساجد صرف اللہ اللہ کرنے کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ بعض دوسرے کام بھی جو قومی ضرورت کے ہوتے ہیں مساجد میں کئے جا سکتے ہیں۔ ہاں مساجد میں خالص ذاتی کاموں کے متعلق باتیں کرنا منع ہیں۔ مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے۔ تو وہ اس گم شدہ چیز کے متعلق مسجد میں اعلان کرے۔ اگر وہ اس گمشدہ چیز کے متعلق اعلان کرے۔ تو خدا تعالیٰ اس میں برکت نہ ڈالے۔ پس ایک طرف تو مساجد میں جنگی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں۔ تعلیم دی جاتی ہے۔ قضائیں ہوتی ہیں۔ لیکن دوسری طرف گمشدہ چیز کے متعلق اعلان کرنا مسجد میں منع کیا گیا ہے۔

اس کے معنے یہ ہیں

کہ مسجد میں جو کام ہوں وہ قومی ہوں ذاتی نہیں گویا مسجد اجتماعی جگہ ہے۔ اور وہاں ایسے کام ہو سکتے ہیں جو اجتماعی اور قومی ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جو کام وہاں ہوں وہ قومی فائدہ کے بھی ہوں اور نیکی کے بھی ہوں۔ گویا جو کام نیک ہے اور قومی فائدہ کا ہے۔ اسے ذکر الٰہی کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔ اس کی تصدیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بھی ہو جاتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ جو شخص وضو کر کے مسجد میں آئے اور وہاں امام کے انتظار میں بیٹھے۔ خدا کے نزدیک وہ ایسا ہی ہے۔ کہ گویا وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قومی کام کے لئے انتظار میں بیٹھنا نماز کا قائم مقام ہوتا ہے۔ پس مساجد خالی سبحان اللہ سبحان اللہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ ان میں

قومی کام

بھی کئے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ کام امن سلح

اور شکی کے ہوں۔ مثلاً اگر لوگ مسجد میں سیاسی جلسے کریں اور قانون شکنی کریں۔ اور یہ کہہ دیں۔ کہ مسجد خدا تعالےٰ کا گھر ہے۔ ہمیں حکومت مسجد میں قانون شکنی کی وجہ سے نہ پکڑے۔ تو ان کا ایسا کہنا غلط ہوگا۔ مساجد قانون شکنی اور ناجائز کاموں کے لئے نہیں۔ بلکہ مساجد جائز قومی اجتماعوں کے لئے بنائی گئی ہیں۔ گویا مساجد میں ہر وہ کام جو اجتماعی حیثیت رکھتا ہو۔ کیا جاسکتا ہے۔ مگر وہ کام جو قانون کے مطابق ہو۔ صلح کی غرض سے ہو۔ قیام امن کی غرض سے ہو۔ خدا تعالےٰ نے مساجد کو حکومت کے خلاف فساد کی جگہ بنانا ناجائز قرار دیا ہے۔ اور نہ صرف ناجائز قرار دیا ہے۔ بلکہ اس قسم کی مساجد کو گرا دینے کا حکم دیا ہے۔

پس ایک تو میں پھر اپنے اس مضمون کی طرف جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ دوست مساجد میں

زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی

کریں۔ لیکن میں ذکر الٰہی کو محدود نہیں کرتا۔ مساجد میں قومی اور اجتماعی کام بھی کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً مساجد ہی ہیں جن میں یہ پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ کون باہر سے آیا ہے۔ فرض کرو کوئی احمدی گوجرانوالہ۔ لائل پور یا ملتان سے یہاں آتا ہے۔ وہاں چونکہ آجکل شورش ہو رہی ہے۔ اس لئے قدرتاً ہر ایک احمدی کو یہ شوق ہوگا کہ اسے پتہ لگے۔ کہ وہاں جماعت کا کیا حال ہے اور اس کی حفاظت کے لئے گورنمنٹ کیا کر رہی ہے اب اگر وہ مسجد میں اس احمدی سے یہ باتیں نہیں پوچھتا۔ تو اس کا اجتماعی علم نامکمل رہ جاتا ہے۔ اگرچہ بظاہر یہی سمجھا جائے گا۔ کہ وہ اس سے دنیوی باتیں پوچھ رہا ہے لیکن حقیقت میں وہ دنیوی باتیں نہیں۔ اگر وہ اس قسم کی باتیں پوچھتا ہے۔ تو وہ

اجتماعی اور قومی حالت

سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔ اور یہ ذکر الٰہی ہے۔ بظاہر تو یہ ہوگا۔ کہ اس کے لڑکے کو کسی نے طمانچہ مارا ہے۔ یا فلاں لڑکے کو سکول سے نکال دیا گیا ہے یا مثلاً فلاں استانی کو اسکول سے ہٹا دیا گیا ہے یا کنوئیں سے پانی بھرنے سے احمدیوں کو روک دیا گیا ہے۔ لیکن یہ سب باتیں دینی ہوں گی۔ اور ذکر الٰہی کہلائیں گی۔ پس ایسے اہم امور کے متعلق مساجد میں باتیں کرنا جائز ہے۔ اور

دین کا ایک حصہ ہے

لیکن اگر کوئی اس قسم کی باتیں کرے۔ کہ تم فلاں جگہ سودا لینے گئے تھے۔ وہاں چاول کا کیا بھاؤ ہے۔ میں بھی چاول لینے وہاں جاؤں گا۔ یا آجکل قربانی کے بکرے کا کیا بھاؤ ہے۔ تو یہ قومی بات نہیں۔ اس لئے مسجد میں ایسی بات کرنا ناجائز ہے۔ الا ماشاء اللہ کسی خاص حالت میں اگر وہ پوچھتا ہے۔ کہ فلاں جگہ سے تم نے چاول خریدے ہیں۔ کیا وہاں چاول سستے ہیں تا میں بھی چاول وہیں سے لاؤں۔ تو یہ ناجائز بات ہے۔ لیکن اگر کسی علاقہ میں قحط کی صورت ہے۔ اور وہ یہ پوچھتا ہے۔ کہ فلاں جگہ غذائی حالت کیسی ہے۔ چاول کا کیا بھاؤ ہے۔ تو یہ باتیں جائز ہوں گی۔ کیونکہ ان کا قوم اور ملک سے تعلق ہے۔ اور ان باتوں کے لئے ہی مساجد بنی ہیں۔

پس

یہ فرق یاد رکھو

کہ مساجد اصل میں ذکر الٰہی کے لئے بنی ہیں۔ لیکن ذکر الٰہی کا قائم مقام وہ کام بھی ہیں۔ جو قومی فائدہ کے ہوں۔ خواہ وہ کھانے پینے کے متعلق ہوں۔ یا اقتصاد کے متعلق ہوں۔ فسادات جھگڑے فسادات کے متعلق ہوں۔ تعلیم کے متعلق ہوں۔ یا کسی اور رنگ میں مسلمان قوم کی ترقی اور تنزل کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ ان کاموں کے متعلق مساجد میں باتیں کی جاسکتی ہیں۔ خواہ بظاہر یہ باتیں دنیوی معلوم ہوتی ہوں۔ در اصل یہ قوم سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور دین ان سے ہی بنتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مساجد میں اس قسم کی باتیں کیا کرتے تھے۔ بحثیں کیا کرتے تھے۔ اور اس قسم کے دوسرے معاملات طے کیا کرتے تھے۔ پس مساجد میں اس قسم کے کام جائز ہیں۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے ان امور کو دین کا جزو بنایا ہے۔ ہمارے دین میں ذکر الٰہی اس کا نام نہیں۔ کہ انسان اللہ اللہ کرتا رہے۔ بلکہ اگر کوئی

بیوہ کی خدمت کرتا ہے

تو وہ بھی دین ہے۔ اگر کوئی یتیم کی پرورش کرتا ہے۔ تو وہ بھی دین ہے۔ اگر کوئی شخص قوم کی خدمت کرتا ہے۔ تو وہ بھی دین ہے۔ اگر کوئی شخص جھگڑوں کو دور کرتا ہے۔ مقدمے طے کرتا ہے صلح کراتا ہے۔ تو یہ بھی دین ہے۔

پس تمام وہ قومی کام جن سے قوم کو فائدہ پہنچے۔ وہ قوم کے اخلاق اور اس کی دنیوی حالت کو اونچا کریں۔ ذکر الٰہی میں شامل ہیں۔ اور ان کا مساجد میں کرنا جائز ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس قسم کے کام مساجد میں ہی کیا کرتے تھے۔ مثلاً اگر کوئی مہمان آ جاتا۔ تو آپ صحابہ رضؓ کو مخاطب کر کے فرماتے فلاں مہمان آیا ہے۔ تم میں سے کون اسے ساتھ لے جائے گا۔ تو ایک صحابی اُٹھتا اور عرض کرتا۔ اسے میں ساتھ لے جاتا ہوں۔ یا زیادہ مہمان آتے۔ تو کوئی کہتا۔ میں ایک لے جاتا ہوں میں دو لے جاتا ہوں۔ میں چار لے جاتا ہوں۔ بظاہر یہ روٹی کا سوال تھا۔ لیکن یہ دین تھا۔ اس لئے کہ اس سے ایک دینی ضرورت پوری ہوتی تھی

در حقیقت لوگوں نے

دین کو محدود کر دیا ہے

اور اس کے معنے اس قدر تنگ کر دیئے ہیں۔ کہ کوئی چیز دین میں باقی نہیں رہی۔ ورنہ دنیا کی سب چیزوں کو خدا تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ اور ان سب چیزوں سے تعلق پیدا کرنا دین ہے۔ خدا تعالےٰ براہ راست کسی کو نہیں ملتا بلکہ خدا تعالےٰ یتیم کی پرورش کرنے سے ملتا ہے۔ بیوہ کی خدمت کرنے سے ملتا ہے۔ کافر کو تبلیغ کرنے سے ملتا ہے۔ مومن کو مصیبت سے نجات دلانے سے ملتا ہے۔ یہ چیزیں خدا تعالےٰ کے ملنے کے ذرائع ہیں۔ یہ نہیں کہ خدا تعالےٰ یونہی اتر آتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ روحانی بینائی اور معرفت کے مطابق انسان پر ایسی حالت آتی ہے کہ وہ محسوس کرتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ آگیا ہے لیکن اس کا ذریعہ بیوہ کی خدمت کرنا ہوتا ہے۔ یتیم کی پرورش کرنا ہوتا ہے۔ یا دوسرے قومی کام کرنا ہوتا ہے۔ اور یہی دین ہے۔ اگر تم

مساجد میں ذاتی باتیں

کرتے ہو۔ مثلاً کہتے ہو تمہاری بیٹی کی شادی کے متعلق کیا بات ہے۔ یا میری ترقی کا جھگڑا ہے افسر مانتے نہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔ تو یہ باتیں کرنا مسجد میں جائز نہیں سوائے امام کے کہ اس کے ذمہ قوم کی خدمت ہے۔ اور نہ صرف ان باتوں کا کرنا مسجد میں جائز نہیں۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بد دعا بھی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس کام میں برکت نہ دے۔ اب اگر کسی شخص کو شوق ہے۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بد دعا لے۔ تو میں ایسے دلیر شخص کو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اگر کسی کو یہ شوق ہے۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں لے۔ تو وہ مسجد سے نکل کر ایسی باتیں کرے پس مساجد کے اندر ذکر الٰہی کرو۔ لیکن ذکر الٰہی کے وہ تنگ معنے نہیں۔ جو مُلّاں کیا کرتے ہیں۔ ذکر الٰہی ان تمام باتوں پر مشتمل ہے۔ جو انسان کی ملی۔ سیاسی۔ علمی اور قومی برتری اور ترقی کے لئے ہوں۔ لیکن تمام وہ باتیں جو لڑائی۔ دنگا یا قانون شکنی کے ساتھ تعلق رکھتی ہوں۔ خواہ ان کا نام تم سیاسی رکھ لو۔ قومی یا دینی رکھ لو۔ مساجد میں ان کا ذکر کرنا ناجائز ہے۔

دوسری بات

جس کے متعلق اس نوجوان نے مجھے تحریر کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بازاروں میں لوگ بے تکلف مجالس کرتے ہیں۔ اور لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اس معاملہ میں سوائے دوسرے لوگوں کی باتیں سننے کے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ میں بازار میں نہیں جاتا۔ لیکن اگر کوئی شخص بازار میں بے تکلف مجالس کرتا ہے یا لڑتا جھگڑتا ہے۔ تو میرا فرض ہے کہ میں جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلاؤں۔ کہ وہ اس قسم کی حرکات سے بچے رہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آتا ہے۔ کہ آپ

بازار میں بیٹھنا یا باتیں کرنا

پسند نہیں فرماتے تھے۔ لیکن آجکل ہم دیکھتے ہیں۔ کہ لوگ ان باتوں کو معیوب خیال نہیں کرتے۔ اور نہ صرف معیوب خیال نہیں کرتے۔ بلکہ ان باتوں کو فیشن ایبل خیال کیا جاتا ہے۔ بجائے اس کے کہ لوگ اپنے دوستوں کو اپنے گھروں پر بلائیں۔ وہ مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ بازاروں میں کسی چبوترے پر بیٹھ کر مجلس کریں۔ وہ آپس میں بے تکلفی سے مذاق کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض لوگ اس کے اہل نہیں ہوتے اور وہ اس مذاق پر لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں۔ یہ ناپسندیدہ امر ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس قسم کی مجالس اپنے گھروں پر کیا کریں۔ اپنے گھروں پر اپنے دوستوں کو بلاؤ۔ اور بے شک ان سے بے تکلفانہ باتیں کرو۔ اسلام یہ نہیں کہتا۔ کہ تم سوشل نہ بنو۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ تم ہر وقت چڑچڑا پن اختیار کئے رکھو۔ اسلام مذاق کی اجازت بھی دیتا ہے۔ اسلام سوشل بننے کو پسند کرتا ہے۔ مثلاً

اسلام کہتا ہے

کہ یہ بھی صدقہ ہے کہ تمہیں کوئی دوست ملے۔ تو وہ تمہارے چہرہ پر بشاشت دیکھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں سوشل بننا منع نہیں۔ لیکن ہر چیز کا موقع اور محل ہوتا ہے۔ شریعت بھی کہتی ہے۔ کہ دینی اور قومی کام مسجد میں کرو۔ باقی ذاتی کام گھر میں کیا کرو۔ بازاروں میں بیٹھ کر ایسی مجالس کرنا منع ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی صحابیؓ نے کھانے پر بلایا۔ بعض صحابہؓ بھی مدعو تھے۔ جن میں حضرت علی رضؓ بھی شامل تھے۔ آپؓ کی عمر نسبتاً چھوٹی تھی۔ اس لئے بعض صحابہ رضؓ کو آپؓ سے مذاق کی سوجھی وہ کھجوریں کھاتے جاتے تھے۔ اور گٹھلیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھتے جاتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح کر رہے تھے۔

حضرت علی رضؓ

جوان تھے۔ کھانے میں معروف رہے۔ اور اس طرف دیکھا نہیں۔ جب دیکھا۔ تو گٹھلیوں کا ڈھیر آپ کے سامنے لگا ہوا تھا۔ صحابہ رضؓ نے مذاقاً حضرت علی رضؓ سے کہا۔ تم نے ساری کھجوریں کھا لی ہیں۔ یہ دیکھو ساری گٹھلیاں تمہارے آگے پڑی ہیں۔

حضرت علی رضؓ کی طبیعت

میں بھی مذاق تھا۔ چڑچڑا پن نہیں تھا۔ چڑچڑا پن ہوتا تو آپ صحابہؓ سے لڑ پڑتے اور کہتے کہ آپ مجھ پر الزام لگاتے ہیں۔ یا مجھ پر بدظنی کرتے ہیں۔ حضرت علی رضؓ سمجھ گئے۔ کہ یہ مذاق ہے جو ان سے کیا گیا ہے اب میری خوبی یہ ہے۔ کہ میں بھی اس کا جواب مذاق میں دوں۔ آپ نے فرمایا۔ آپ سب گٹھلیاں بھی کھا گئے ہیں۔ لیکن میں گٹھلیاں نکال کر کھاتا رہا ہوں۔ اور

غوث اس کا یہ ہے۔ کہ گٹھلیوں کا ڈھیر میرے سامنے پڑا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ مذاق الٹا پڑا۔
پس اس قسم کی باتیں اپنی مجالس میں کی جا سکتی ہیں۔

خوش طبعی سے

اسلام روکتا نہیں۔ لیکن اگر ایسی باتیں بازاروں میں کی جائیں۔ تو کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کے اخلاق بلند نہیں ہوتے۔ وہ مذاق بگاڑ کر کریں گے۔ اور اگلا آدمی اور بگاڑے گا۔ یعنی یہ مذاق بڑھتا جائے گا۔ اور لڑائی جھگڑے پر منتج ہوگا۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تم ایسی مجالس بازاروں میں نہ کیا کرو۔ کیونکہ تم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ کونسا شخص اس قابل ہے کہ تم اس سے مذاق کرو اور کونسا شخص تمہارے مذاق کو سمجھے گا نہیں۔ بعض دفعہ انسان کسی شخص سے ایسا مذاق کر لیتا ہے۔ جو جائز ہوتا ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ صحیح نہیں نکلتا۔ سننے والے اس سے اور نتیجہ نکال لیتے ہیں۔
انشاء اللہ خاں انشاء

ایک مشہور شاعر

گذرے ہیں۔ بادشاہ ان سے دوستانہ رنگ میں سلوک کرتا تھا۔ دربار میں مذاق کی بات ہوتی تو دوسرے لوگ اپنی طبیعت کو قابو میں رکھتے تھے۔ لیکن انشاء اللہ خاں انشاء اپنی طبیعت پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ جلدی سے مذاق کا جواب دینے کی کوشش کرتے تھے۔ اور یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ جواب مناسب حال ہو اور مناسب الفاظ استعمال کئے جائیں۔ اتفاق سے بادشاہ لونڈی زادہ تھا۔ درباروں میں لوگ بادشاہوں کی خوشامدیں کرتے ہی ہیں کسی شخص نے کہا فلاں شخص نجیب ہے۔ اس پر کسی درباری نے کہا ہمارے بادشاہ کیا کم نجیب ہیں۔ انشاء اللہ خاں کو یہ عادت تھی کہ وہ چھلانگ مار کر آگے نکل جانا چاہتے تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے بادشاہ سب سے زیادہ شریف ہیں اور اس کے لئے

عربی کا لفظ "انجب"

استعمال کیا۔ جو نجیب کا اسم تفضیل ہے۔ اور اس کے عام معنے "سب سے بڑے شریف" کے ہیں۔ اور انشاء اللہ خاں انشاء نے ان معنوں کے لحاظ سے ہی بادشاہ کو "انجب" کہا تھا لیکن بدقسمتی سے بادشاہ لونڈی زادہ تھا۔ اور اس لفظ کے دوسرے معنے لونڈی زادے کے بھی ہیں۔ عربی میں یہ لفظ لونڈی زادے کے لئے بطور طنز استعمال کیا جاتا ہے عرب میں لونڈی زادے کو شریف خیال نہیں کیا جاتا تھا اس لئے طنزاً اسے انجب کہا جاتا تھا بعض دفعہ بات کہی جاتی ہے اور سننے والے کا ذہن اس طرف نہیں جاتا اس لئے اس کا برا اثر نہیں پڑتا۔ لیکن اس وقت درباروں میں علماء کی کثرت ہوتی تھی۔ ان سب کا

ذہن اسی طرف گیا کہ انجب کے معنے لونڈی زادے کے ہیں پس اس لئے اس شخص نے بجائے تعریف کے بادشاہ کی مذمت کی ہے۔ انشاء اللہ خاں انشاء کی زبان سے انجب کا لفظ سن کر مجلس پر سناٹا چھا گیا۔ اگر بات جاری رہتی تو کوئی بات نہیں تھی۔ اس خاموشی نے اس بات کو واضح کر دیا کہ "انجب" کے دوسرے معنے جو لونڈی زادے کے ہیں وہی استعمال کئے گئے ہیں۔ بادشاہ بھی سمجھ گیا کہ مجھے بھرے دربار میں

لونڈی زادہ کہہ کر

میری ہتک کی گئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد اس نے انشاء اللہ خاں کو گرانا شروع کیا اور آخر رفتہ رفتہ اسے بالکل تباہ کر دیا۔ تو بعض طبائع مذاق میں ایک حد تک رک جاتی ہیں۔ آگے نہیں جاتیں۔ لیکن بعض طبائع آگے نکل جاتی ہیں۔ اگر اس قسم کی باتیں برسرِ عام کی جائیں تو بعض لوگ حد سے گذر جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنی طبیعت پر قابو نہیں ہوتا وہ آگے بڑھ جاتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں وہی مذاق جو شریعت کے لحاظ سے جائز تھا پھبتی اور تمسخر بن جاتا ہے۔ اور دوسرے کے لئے ہتک کا موجب بن جاتا ہے۔ اس لئے شریعت نے بعض جائز چیزوں سے روکا ہے۔ مثلاً ہر مسلمان جانتا ہے کہ بیوی سے پیار کرنا جائز ہے۔ لیکن کیا شریعت نے اجازت دی ہے کہ بیوی سے برسرِ عام پیار کیا جائے؟ ہرگز نہیں

قرآن کریم کہتا ہے

کہ جب تم میاں بیوی اکٹھے ہوتے ہو۔ جب تم دونوں بے تکلفی سے بیٹھے ہوا ور کپڑے اتار دیتے ہو تو تمہارا اپنا بچہ بھی اس کمرہ میں داخل نہ ہو۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ بات جائز ہے لیکن اسلام نے اس کے ظاہر کرنے سے منع کیا ہے۔ اس لئے کہ بچہ میں یہ تمیز نہیں ہوتی کہ فلاں بات جائز ہے یا ناجائز وہ جب اپنے والدین کو آپس میں پیار کرتے دیکھے گا تو وہ حد سے گذر جائے گا۔ جو جائز نہیں ہوگا پرائیویٹ مجالس میں ایک دوست دوست سے مذاق کرتا ہی ہے۔ اور ایسی مجالس منعقد ہی اس لئے کی جاتی ہیں کہ خوش طبعی کا سامان ہو۔ لیکن اگر یہی مجالس بازاروں میں کی جائیں تو لازمی امر ہے کہ ان میں بعض اس قسم کے لوگ بھی دیکھیں گے جو اس کے اہل نہیں ہوں گے کہ وہ سمجھ سکیں کہ

مذاق اور خوش طبعی

کی جا رہی ہے وہ آپ کو دیکھ کر ایسے مذاق کرنے لگ جائیں گے جو ناجائز ہوں گے۔ مثلاً ایک بچہ اگر اپنے ماں باپ کو آپس میں پیار کرتا دیکھ لے گا تو وہ اسے ایک عام چیز خیال کرے گا۔

اور ہو سکتا ہے کہ وہ باہر نکل کر کسی لڑکی کو پکڑے اور اسے پیار کرنے لگ جائے اور سمجھے ایسا کرنا جائز ہے۔ میں نے باپ کو ماں سے پیار کرتے دیکھا ہے۔ وہ یہ خیال نہیں کرے گا کہ میاں بیوی کو آپس میں پیار کرنے کا حق ہے۔ دوسروں کو نہیں۔ اس طرح وہ حد سے گذر جائے گا۔ چونکہ اس قسم کی مجالس سے بہت سی خراب باتیں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے شریعت نے اس قسم کی مجالس کو بازاروں یا عام جگہوں پر منعقد کرنے سے منع کیا ہے۔ جیسے کہا۔ اگر تم اپنی بیوی سے بے تکلفانہ لیٹے ہوتے ہو۔ تو اس کمرے میں تمہارا اپنا بچہ بھی داخل نہ ہو۔
پس اگر تم نے ایسی مجالس کرنی ہوں تو اپنے گھروں میں کیا کرو اور

شریعت کے قوانین

کی پابندی کی عادت ڈالو۔ تم بازار سے سودا خریدنے بے شک جاؤ۔ ریسٹورنٹ اور ہوٹلوں میں بے شک چائے پیؤ اور کھانا کھاؤ۔ اسلام نے ایسے مشاغل سے روکا نہیں۔ لیکن شریعت نے جن باتوں کو پرائیویٹ مجالس میں کرنے کیلئے کہا ہے انہیں عام نہ کرو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ چیز کسی کی سمجھ میں نہ آئے اور وہ اسے دیکھ کر حد سے گذر جائے یا دیکھنے والا عقلمند نہیں تو وہ اس سے برا نتیجہ اخذ کرے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس بارہ میں بہت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ اپنی کسی بیوی کے ساتھ باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ رات کا وقت تھا کہ آپ نے دو آدمیوں کو گذرتے دیکھا۔ آپ نے ان سے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ جب وہ ٹھہر گئے تو آپ نے فرمایا یہ میری بیوی ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ

کون بدبخت ہوگا جو آپ پر بدظنی کر سکے۔ آپ نے فرمایا۔ پھر بھی میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ میری بیوی ہے۔ چنانچہ آپ نے پردہ اٹھا کر فرمایا دیکھو یہ میری فلاں بیوی ہے پھر دودھ کے رشتے ہیں۔ ان کے متعلق وہی حکم ہے جو خونی رشتوں کے متعلق ہوتا ہے۔ ہمارے گھروں میں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض لڑکیاں جو دودھ کے ساتھ محرم ہوتی ہیں آتی ہیں اور مجھ سے مصافحہ کرتی ہیں۔ اگر اس وقت دوسری عورتیں ہوں تو اس وقت بتانا پڑتا ہے کہ یہ لڑکی ہماری دودھ کی بیٹی ہے۔ اگر یہ نہ بتایا جائے کہ یہ دودھ کی رشتہ دار ہے۔ تو دیکھنے والے کا ذہن فوراً اس طرف جائے گا۔ کہ غیر محرم عورتوں سے مصافحہ جائز ہے
غرض ان باتوں سے غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں اور ان کے بارہ میں

احتیاط سے کام لینا چاہیئے

میں اس بات کا قائل نہیں اور نہ اسلام اس کا حکم دیتا ہے کہ انسان رونی شکل بنالے۔ اسلام ہنسی مذاق کی اجازت دیتا ہے۔ مگر اس طرح کہ دوسرے لوگوں کو دھوکا نہ ہو۔ تم مجالس میں ایسا کرنا سب نہیں۔ پھر گالی گلوچ پر اتر آنا اور لڑائی دنگا کرنا تو بہت نامناسب ہے۔ فرض کرو تم نے ایک ہی دن لڑائی جھگڑا کیا اور اسی دن بعض لوگ تحقیقات کے لئے یہاں آئے ہوئے تھے۔ تم نے بے شک ایک ہی دن لڑائی دنگا کیا۔ لیکن وہ لوگ تو پہلی دفعہ آئے تھے۔ وہ آپ کو دیکھ کر یہی نتیجہ اخذ کریں گے کہ یہاں لوگ گندے ہوتے اور لڑتے جھگڑتے ہیں۔ پھر فرض کرو کہ تم نے گالی دی یا کسی کے متعلق سخت الفاظ کا استعمال کیا۔ اور بعد میں استغفار کیا۔ لیکن تمہارا استغفار کرنا انہوں نے تو نہیں سنا۔ پس ان چیزوں میں احتیاط اور پرہیز ہونا چاہیئے۔

خطبہ جمعہ سے قبل حضور نے

مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نکاح مکرمہ ناصرہ خاتون صاحبہ بنت محمد یونس صاحب بریلوی کے ساتھ بعوض ۱۵۰۰ روپیہ مہر پڑھا۔ اور فرمایا۔ باوجود اس کے کہ یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ جمعہ کے دن میں کسی کا نکاح نہیں پڑھوں گا میں اس نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔ کیونکہ پاؤں میں درد کی وجہ سے میں دوسری نمازوں کے لئے مسجد میں نہیں آ سکتا پھر یہ نکاح ضروری بھی ہے۔ کیونکہ یہ ایسے شخص کا ہے۔ جو قادیان سے تعلق رکھتا ہے یعنی ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم قادیان میں رہنے والوں کی دلجمعی کی پوری کوشش کریں۔

درخواستہائے دعاء

(۱) صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ ابن حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب مدظلہ یونیورسٹی کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں۔ احباب صاحبزادہ سلمہ اللہ کی نمایاں کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

(۲) خاکسار کے والد مکرم محمود احمد صاحب کنٹروی کی حالت عرصہ سے نزلہ و زکام کی وجہ سے خراب ہے، اور والدہ صاحبہ کے سر درد سے طبیعت کچھ علیل رہتی ہے نیز خادم کا چھوٹا بھائی ذوالفقار احمد اور چھوٹی بہن نورجہاں بیگم موسمی بخار میں مبتلا ہیں احباب درد دل سے دعائے خاص فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے والدین اور بہن بھائی کو بہت جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ مسعود احمد درویش دفتر وکیل المال تحریک جدید قادیان

خاتم النبیینؐ کے بہترین معنے

از جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری پرنسپل جامعہ احمدیہ احمدنگر

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ⁂ دل سے ہیں خدام ختم المرسلیںؐ
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے ⁂ جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب ⁂ کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

تمام مسلمان فرقوں کا اس پر اتفاق ہے کہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی نص وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں آپؐ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے۔ نیز اس امر پر بھی تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے لفظ خاتم النبیین بطور مدح و فضیلت ذکر ہوا ہے۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ لفظ خاتم النبیین کے کیا معنے ہیں؟ یقیناً اسکے معنے ایسے ہی ہونے چاہئیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اور مدح ثابت ہو۔ اسی بنا پر حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے عوام کے معنوں کو نادرست قرار دیا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے۔ اور آپؐ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے"

(رسالہ تحذیر الناس صفحہ ۳)

سلفِ صالحین کی کتابوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ خاتم النبیین کا مفہوم واضح کرنے کے لئے یہ طریق اختیار کئے گئے ہیں۔ اول۔ خاتم النبیین کے معنے ہیں "آخری صاحبِ شریعت پیغمبر جس کی شریعت کبھی منسوخ نہ ہوگی" یہ معنے بزرگانِ امت سے بکثرت مروی ہیں۔ حسب ذیل حوالہ جات پر غور فرمائیں۔

(۱) حضرت ملا علی القاری تحریر فرماتے ہیں:۔

"فلا ینافض قولہ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یأتی نبی ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ" (موضوعات کبیر صفحہ ۵۹)

ترجمہ:۔ آپ کی یہ بات خاتم النبیین کے خلاف نہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کے معنی صرف یہ ہیں کہ ایسا نبی نہیں آسکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے یا آپؐ کی امت میں سے نہ ہو۔

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں:۔

"ختم بہ النبیون ای لا یوجد من یأمرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس"۔ (تفہیمات الہیہ تفہیم صفحہ ۵۳)

ترجمہ:۔ آنحضرت بایں معنے نبی ختم ہوئے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جسے اللہ تعالےٰ لوگوں کیلئے صاحب شریعت بنا کر بھیجے۔

(۳) الشیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن العربی لکھتے ہیں:۔

"ان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلعم انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخاً لشرعہ صلعم ولا یزید فی شرعہ حکماً آخر و ھذا معنی قولہ صلعم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی"۔

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

ترجمہ:۔ وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود پر منقطع ہوئی وہ صرف تشریعی نبوت ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں جو حضور علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کرے یا آپ کی شریعت میں کوئی اضافہ کرے۔ آنحضرت صلعم کی حدیث ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی کے بھی یہی معنے ہیں۔ یعنی کوئی ایسا نہ ہوگا۔ جو میری شریعت کے خلاف شریعت رکھتا ہوگا۔ بلکہ اگر ہوگا تو وہ میری ہی شریعت کے تابع ہوگا۔

(۴) حضرت السید عبدالکریم الجیلانی تحریر فرماتے ہیں:۔

"فانقطع حکم نبوۃ التشریع بعدہ وکان محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین"۔

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی نبوت کا حکم منقطع ہوگیا۔ اسی لئے آپؐ خاتم النبیین قرار پائے (الانسان الکامل باب ۳۶)

(۵) جناب مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں:۔

"بعد آنحضرت صلعم کے یا زمانے میں آنحضرت صلعم کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے"۔ (رسالہ دافع الوسواس صفحہ ۱۲)

(۶) حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی تحریر فرماتے ہیں:۔

"وقولہ صلعم لا نبی بعدی و لا رسول المراد بہ لا مشرع بعدی"۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لا نبی بعدی سے مراد یہی ہے کہ میرے بعد کوئی صاحب شریعت پیغمبر نہیں ہوگا۔

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۲)

(۷) جناب نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں "لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہلِ علم کے یہ ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا"۔ (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

(۸) حضرت امام محمد طاہر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"ھذا ایضاً لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ"۔

کہ یہ امر حدیث لا نبی بعدی کے منافی نہیں کیونکہ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہی تھی۔ کہ کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

ان تمام اقتباسات سے ظاہر ہے کہ علماء امت بالعموم خاتم النبیین کے معنے یہی کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہمیشہ قائم رہے گی۔ اور کوئی نبی آپؐ کی شریعت کو منسوخ نہیں کرسکے گا۔ ظاہر ہے کہ ان معنوں کی رو سے حضور علیہ السلام کی شریعت کا دوام آپؐ کے لئے باعثِ مدح قرار پائے گا۔ لیکن اس سے غیر تشریعی نبی کی آمد کا امکان بھی ثابت ہوگا۔ بہرحال یہ معنے اپنے اندر خوبی رکھتے ہیں۔ اور محققین امت کی بہت بڑی تعداد ان پر حصر کرتی رہی ہے۔

دوم۔ خاتم النبیین کے دوسرے معنے "نبیوں کی مہر یا انگوٹھی" کئے گئے ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم کے ترجمہ میں آجتک یہی معنے شائع ہوتے رہے ہیں۔ لفظ خاتم مفرد ہونیکی صورت میں مہر یا انگوٹھی کے معنوں میں ہی مستعمل ہوتا ہے۔ انگوٹھی پہننے والے کے لئے زینت کا موجب ہوتی ہے۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے لئے بمنزلہ فخر و زینت ہیں۔ یہ معنے بھی درست ہیں۔ لغت کی کتاب مجمع البحرین میں لکھا ہے:۔

"ومحمد خاتم النبیین یجوز فیہ فتح التاء وکسرھا فالفتح بمعنی الزینۃ ماخوذ من الخاتم الذی ھو زینۃ للابسۃ"۔

(زیر لفظ خاتم)

کہ خاتم بمعنی زینت و خوبصورتی استعمال ہوتا ہے کیونکہ انگوٹھی اپنے پہننے والے کیلئے خوبصورتی کا موجب ہوتی ہے۔

تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے:۔

"صار کالخاتم لھم الذی یختمون بہ ویتزینون بکونہ منھم"۔

کہ آنحضرت صلعم انبیاء کیلئے بمنزلہ انگوٹھی قرار پائے اور آپؐ ان میں سے ہو کر ان کی زینت کا موجب بنے۔

(جلد ۷ صفحہ ۲۸۶)

مشہور شاعر ابن معتوق کے اس شعر میں بھی اسی مفہوم کو ادا کیا گیا ہے۔ شاعر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہتا ہے ؎

طَوْقُ الرِّسَالَةِ تَاجُ الرُّسْلِ خَاتَمُهُمْ
بَلْ زِيْنَةٌ لِعِبَادِ اللّٰهِ كُلِّهِمْ

پس خاتم النبیین کا ایک مفہوم یہ بیان ہوا ہے۔ کہ آپؐ جملہ نبیوں کے لئے زینت کا موجب ہیں۔ مہر تصدیق کا کام دیتی ہے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مفہوم "مصداق النبیین" بھی لیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ خاتمیتِ محمدیہ کا یہ مفہوم بھی اپنے اندر گونہ مدح و فضیلت رکھتا ہے۔

سوم۔ خاتم النبیین کے ایک معنے کئے جاتے ہیں "سب سے آخری نبی"۔ اگر "آخری نبی" کا فضیلت والا مفہوم لیا جائے تو ان معنوں میں بھی چنداں حرج نہیں۔ تمام زبانوں میں "آخری" کا لفظ اعلیٰ و افضل کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ امام جلال الدین السیوطی نے امام ابن تیمیہ کو "آخر المجتہدین" قرار دیا ہے۔ (الاشباہ والنظائر جلد ۲ صفحہ ۳۱)

ایک عرب شاعر نے اپنے ممدوح کو نبی غالب کا "آخری" قرار دے کر کہا ؎

شَرَى وُدِّيْ وَشُكْرِيْ مِنْ بَعِيْدٍ
لِآخِرِ غَالِبٍ أَبَدًا رَبِيْعُ

(حماسہ باب الادب)

اس شعر کا ترجمہ دیوبند کے مولوی ذو الفقار علی صاحب نے بدیں الفاظ کیا ہے:۔

"ربیع بن زیاد نے میری دوستی اور شکر دور بیٹھے

ایسے شخص کے لئے جو نبی غالب میں آخری یعنی ہمیشہ کے لئے عدیم المثل ہے۔ خرید لیا ہے"۔

اس سے ظاہر ہے کہ آخری کے معنے عدیم المثل کے بھی ہوتے ہیں۔ غالباً انہی معنوں کو مدنظر رکھ کر علامہ اقبال نے داغ کو دلی کا آخری شاعر قرار دیتے ہوئے کہا ہے۔

مر بسا داغ آدمیت اس کی زیب دوش ہے
آخری شاعر جہاں آباد کا خاموش ہے

پس اگر خاتم النبیین کا ترجمہ آخری نبی بایں معنے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا کوئی نبی نہیں تو یہ معنے بھی درست ہیں۔ گویا آنحضرت صلعم افضل ترین رسول ہیں۔ آپ کا مقام و مرتبہ سب انبیاء سے بلند اور آخری ہے۔ لیکن اگر آخری نبی کے معنے محض زمانہ کے لحاظ سے پیچھے آنیوالا نبی کے ہوں۔ تو اول تو یہ کوئی مدح نہیں۔ دوسرے ان معنوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری نبی قرار پاتے ہیں کیونکہ مسلمان سے فرقے اُن کی آمد کے قائل اور منتظر ہیں۔

چہارم ۔ خاتم النبیین کے معنے اپنی مرکب صورت میں افضل النبیین ہیں۔ یعنی "پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار"۔ خاتم النبیین کے یہ معنے عربی زبان کے محاورات کے مطابق ہیں۔ عربی میں خاتم الاولیاء۔ خاتم الشعراء خاتم المجتہدین، خاتم المفسرین خاتم الاکابر، خاتم المعتملین وغیرہ بیسیوں مرکب استعمال ہوئے ہیں۔ اور ہمیشہ مرتبہ مقام مدح پران کا استعمال ہوا ہے۔ مگر ایک مثال بھی ایسی موجود نہیں کہ خاتم بصورت مرکب اضافی مقام مدح پر آیا ہو اور اسکے معنے بجز افضل و اعلیٰ کے کچھ اور ہوں ہم اپنے مخالفین کو یہاں اور بلادِ عربیہ میں چیلنج کر چکے ہیں مگر اس قانون کے خلاف ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔

حضرت امام فخر الدین رازی نے کیا خوب تحریر فرمایا ہے۔ انسانی ارتقاء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"فاعطاهم العقل وبعث في ارواحهم نور البصيرة وجوهر الهداية فعند هذه الدرجة فازوا بالخلع الاربع الوجود، والحياة، والمقدرة، والعقل، فالعقل خاتم الكل والخاتم يجب ان يكون افضل الاترى ان رسولنا صلى الله عليه وسلم لما كان خاتم النبيين كان افضل الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام والانسان لما كان خاتم المخلوقات الجسمانية كان افضلها فكذلك العقل لما كان خاتم الخلع الفائضة من حضرة ذى الجلال كان افضل الخلع واكملها"

(تفسیر کبیر رازی جلد ۶ صفحہ ۳۱)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا فرمائی۔ اور ان کی روحوں میں نور بصیرت اور جوہر ہدایت پیدا فرمایا۔ اس موقعہ پر انہیں چار خلعتیں نصیب ہوئیں۔ (۱) وجود (۲) زندگی (۳) قدرت (۴) عقل۔ اور عقل ان تمام خلعتوں کی خاتم ہے۔ اور خاتم کے لئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔ دیکھو جس طرح ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔ اور انسان جسمانی مخلوقات کا خاتم قرار پانے کے باعث سب سے اشرف ٹھہرا۔ اسی طرح عقل جب ان خلعتوں کی خاتم ہے۔ تو ضرور ہے کہ وہ ان سب سے افضل و اکمل ہو۔

جناب شیخ فریدالدین صاحب عطار تذکرۃ الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجذوب کے لئے چند درجے ہیں بعض کو اُن سے ایک تہائی دیتے ہیں اور بعض کو آدھے اور بعض کو آدھے سے زیادہ جبکہ اس درجہ کو پہنچتا ہے تو وہ مجذوب نبوت کے حصے کے سبب سے تمام مجذوبوں سے بڑھ جاتا ہے اور خاتم الاولیاء ہوتا ہے اور سردار تمام ولیوں کا۔ جیسا کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم خاتم الانبیاء تھے"۔ (ترجمہ تذکرۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ ۵۳۷)

پس خاتم النبیین کے معنے ہونگے سب نبیوں سے افضل و برتر۔ یہ معنے محاورۂ زبان کے مطابق ہیں۔ خود قرآن مجید کی متعدد آیات ان معنوں کی تائید کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل النبیین ہونے کا ایک مثبت پہلو ہے اور ایک منفی پہلو ہے۔ حضورؐ کا افضل النبیین ہونا اس امر کو مستلزم ہے کہ آپؐ کے برابر یا آپؐ سے بڑا کوئی نبی نہ ہو۔ آپؐ کی شریعت کو کوئی منسوخ نہ کر سکے۔ یہ اس کا منفی پہلو ہے۔ عام طور پر پہلے علماء نے اس پر زور دیا ہے۔ دوسرا مثبت پہلو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی اور اتباع کے نتیجہ میں آپ کی اُمت کو وہ تمام انعامات اور برکات حاصل ہوں۔ جو پہلے نبیوں صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کو حاصل ہوئی تھیں۔ آنحضرت کی غلامی میں تمام فیوض جاری ہوں کیونکہ کامل کا کمال اس کے افاضۂ کمال سے ہی ثابت ہوتا ہے یہ خاتم النبیین کا مثبت پہلو ہے ان دونوں پہلوؤں کی وضاحت کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے:۔

اَلْخَاتِمُ لِمَا سَبَقَ وَ الْفَاتِحُ لِمَا اسْتَقْبَلَ ۔ (نہج البلاغۃ ورق ۱۹)

کہ آنحضرتؐ کے آنے سے انبیاء سابقین کے فیوض تو بند ہو گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوض جاری ہو گئے۔

قرآن مجید میں جہاں پر سورہ احزاب میں آیت خاتم النبیین آئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا۔ کہ مومنوں کو بشارت دو کہ اُن کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل کبیر مقدر ہے۔ سورہ نساء میں اس فضل کبیر کی تفسیر یوں فرمایا:۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ٥ (ع ۹)

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین کو سابق انعام یافتہ لوگوں کے جملہ انعامات نبوت، صدیقیت، شہادت، صالحیت ملیں گے۔ یہاں منعم علیہ لوگوں کے رفقاء ہوں گے۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ اور اللہ خوب جاننے والا ہے۔

پس ضروری ہوا کہ خاتم النبیین سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری یا افضلیت کی نفی ہو۔ وہاں آپؐ کی اتباع میں فیوض و انعامات کا اجراء بھی ثابت ہو۔ اس طرح سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقی طور پر خاتم قرار پائیں گے حضرت امام راغب اصفہانی اپنی کتاب المفردات میں لکھتے ہیں:۔

"الختم والطبع يقال على وجهين مصدر ختمت وطبعت وهو تاثير الشيء كنقش الخاتم والطابع والثاني الاثر الحاصل عن النقش"۔

(مفردات راغب)

کہ حقیقی طور پر لفظ ختم دو معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے (۱) مصدری معنے جیسے مُہر اور انگوٹھی کا نقش پیدا کرنا (۲) نقش کرنے سے جو نشان پیدا ہو۔ یہ دو حقیقی معنے ہیں۔ باقی معنے مجازی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات و فیوض کے اُمت میں جاری ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

معززین کرام! آپ غور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور کمال پر ان چاروں معنوں میں سے کون سے معنے دلالت کرتے ہیں۔ آپ ادنےٰ تدبر سے اس نتیجہ پر پہنچ جائینگے کہ خاتم النبیین بمعنی افضل النبیین بہترین معنے ہیں۔ یہ معنے آیات، احادیث، لغات اور محاورات زبان کے مطابق ہونیکے علاوہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ تام پر دلالت کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ لفظ خاتم النبیین مقامِ مدح پر وارد ہوا ہے۔ جماعت احمدیہ خاتم النبیین کے یہی معنے مانتی ہے اور رہتی دنیا تک اِن کی حفاظت کرتی رہیگی۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت میرزا غلام احمدؑ قادیانی تحریر فرماتے ہیں:۔

(الف) "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ اِن معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ اُن کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی اُمت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہی کے فیض اور انہی کی وساطت سے ملتا ہے۔ اور وہ اُمتی کہلاتا ہے۔ نہ کوئی مستقل نبی"۔

(تتمہ چشمۂ معرفت)

(ب) "اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کیلئے مُہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جماعت احمدیہ جن معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے وہی معنے بہترین ہیں۔ سابق محققین کیلئے معنے بھی ان میں شامل ہیں۔ اندریں حالات بعض لوگوں کا جماعت احمدیہ کے خلاف یہ الزام سراسر بے جا ہے کہ احمدی لوگ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ خاتمیت محمدیہ کا صحیح اور جامع مفہوم صرف جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ اور وہی اس زمانہ میں خاتمیتِ محمدیہ کی حقیقی وضاحت اور حفاظت کرتی ہے۔ دوسرے لوگ تو صرف نام کی "مجالس تحفظ ختم نبوت" بناتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت قرآن مجید کی بیسیوں آیات کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جو مستقل رسول ہیں چشم براہ ہیں کہ وہ کب آسمان سے اتر کر اُمتِ محمدیہ کی دستگیری کرتے ہیں۔ کیا ہمارے بھائی قیامت کے مؤاخذہ سے ڈر کر اپنے الزام اور اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کریں گے؟ مبارک ہیں وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مقام کو شناخت کر کے آپؐ سے سچی اور کامل محبت رکھ کر خدا کے محبوب بنیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو توفیق بخشے۔ آمین۔

احمدیت کی ترقی اور معاندین کا بُرا انجام

(۲)

از مکرم بابو محمد یوسف صاحب خسانیاری سری نگر کشمیر

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے بندوں کو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جو اخبار "بدر" میں شائع ہو رہے ہیں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ معاندین احمدیت نے پاکستان میں احمدی دوستوں کا عرصۂ حیات ابھی تنگ کر رکھا ہے۔ کیونکہ مخالفین کو اپنے جتھے اور طاقت پر گھمنڈ ہے لیکن ہمارے پاس دعا ایک ایسا تجربہ شدہ حربہ ہے جس سے دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم خضوع و خشوع کے ساتھ دعا کر رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ جماعت کے دوستوں کو دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے آمین۔ آپ دوست بھی دعاؤں میں لگے رہیں انشاء اللہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی یقیناً کامیابی ہوگی اور دشمنانِ اسلام اپنے بد ارادوں میں ناکام و نامراد رہیں گے۔

ایسے پرفتن حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ چنانچہ حضور "کشف الغطاء" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں کو خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں۔ وفاداری سے اس کی اطاعت کریں۔ میں نے اپنی کتابوں میں یہ شرعی احکام مفصل بیان کر دیئے ہیں۔ ...... تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو وحدہ لاشریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ہمدردی اختیار کرو۔ اور نیک چلن اور نیک خیال انسان بن جاؤ۔ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آسکے جھوٹ مت بولو افترا مت کرو۔ اور زبان اور ہاتھ سے کسی کو ایذا مت دو۔ اور ہر ایک قسم کے گناہ سے بچتے رہو۔ اور نفسانی جذبات سے اپنے تئیں روکے رکھو۔ کوشش کرو کہ تم پاک دل اور بے شر ہو جاؤ۔ ...... اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو۔ اور بدصحبت سے پرہیز کرو اور آنکھوں کو بدنگاہوں سے بچاؤ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہیئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بدمعاش اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو۔ ...... اور چاہیئے کہ تم اس خدا کے پانے کے لئے بہت کوشش کرو جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رستگاری ہے"

علماء سوء کا احمدیت کی مخالفت کرنا یا ان کو ظلم کا تختہ مشق بنانا کوئی اچنبے کی بات نہیں۔ کیونکہ قرآن شریف اور احادیث وغیرہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ پیغمبروں اور ان کی جماعتوں کے ساتھ مخالفین ہنسی اور ٹھٹھا کرتے رہے۔ اور ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتے رہے ہیں۔ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مسیح موعود کی آمد کے وقت علماء وقت اس کے سخت مخالف ہو جائیں گے اور اس پر کفر کا فتوے لگائیں گے جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالجات سے واضح ہوتا ہے:۔

(۱) "تم پہلے لوگوں کے ٹھیک نقش قدم پر چلوگے یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہیں تو تم انکی پیروی کروگے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہود و نصاریٰ کے نقشِ قدم پر چلیں گے؟ فرمایا اور کون؟" (بخاری)

(۲) ثمّ من تحت ادیم السماء یعنی اس وقت کے علماء بدترین مخلوق ہوں گی جو آسمان کے نیچے ہوگی من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود انہی سے فتنہ نکلے گا اور انہی میں لوٹ کر جائیگا۔"

(بیہقی شعب الایمان)

(۳) حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کا اپنے مکتوب میں ذکر فرمایا ہے آپ مکتوبات جلد ثانی مکتوب پنجاہ و پنجم صفحہ ۷، المطبوعہ احمدی دہلی میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مسیح موعود جب دنیا میں آئیگا تو علماء وقت اسکے مقابل آمادۂ مخالفت ہونگے کیونکہ جو باتیں بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے وہ بیان کریگا وہ اکثر دقیق ہونگی۔ اس وجہ سے مولویوں کی نگاہ میں کتاب اور سنت کے برخلاف نظر آویں گی۔ حالانکہ درحقیقت برخلاف نہ ہوں گی۔"

(۴) السیاہی نواب صدیق حسن خاں صاحب نے تحریر فرمایا ہے:۔

"جب مسیح موعود امام مہدی آئینگے تو موقت کے علماء جو ہمیشہ آباؤ اجداد اور مشائخ و فقہاء کی پیروی کرتے ہیں۔ کہیں گے کہ یہ شخص (مسیح موعود) اسلام کو مٹانے والا اور دشمن دین ہے۔ اسکی مخالفت کریں گے۔ اور اس پر کفر کا فتوے لگائینگے۔"

(۵) حضرت شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں باب وزرائے مہدی آخر زماں کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ اعدا مقلدۃ علماء حضرت امام علیہ السلام کے دشمن ہو جائینگے

(۶) اذا خرج الامام المہدی علیہ السلام ...... علی درجۃ الاجتہاد

(پیشگوئی حضرت محی الدین عربی رفتوحات مکیہ)

"بوقت خروج مہدی علیہ السلام تفتار اور علماء سے بڑھ کر ان کا کوئی کھلا دشمن نہ ہوگا۔ کیونکہ اسوقت انکی گدیاں یا ماتقاہیں جاتی رہیں گی۔ اور باوجود دعوے فضیلت و علمیت ان کا رتبہ عوام سے زیادہ نہیں رہے گا۔ اور کچھ فرق و تمیز ان میں اور عوام میں نہیں رہے گی اور ان کا حکم فیصلہ نا قابل عمل رہے گا۔ اگر اس امام کے پاس حفاظت الٰہی اور تائید ربانی کی تلوار نہ ہووے تو فوراً قتل کی سازشوں میں کامیاب ہو جائیں اور جب کبھی امام مہدی بخلاف عقائد مروجہ اپنے خداداد علم لدنی کی بناء پر جن کا ماخذ کتاب و سنت ہوگا۔ فتوے دینگے۔ تو خود گمراہاں بادیہ ضلالت امام مہدی کو گمراہ سمجھیں گے۔ اس لئے کہ ان کے خیال باطل میں مجتہد کا پیدا ہونا باقی نہیں رہا اور زمانہ منقطع ہوگیا۔ دنیا مجتہد کے وجود سے خالی اور خدائے قادر مطلق علیم و حکیم ائمہ مجتہدین سابقہ کی مانند کسی بشر کو پیدا کرنے پر لغوذ باللہ قادر نہیں رہے اور اسکی رحمتوں کے باب مسدود ہو گئے ہیں۔"

مولانا ظفر علی خاں صاحب اور انکے لڑکے مولوی اختر علی ایڈیٹر اخبار "زمیندار" بھی مخالفت میں اس وقت پیش پیش ہیں۔ مولوی ظفر علی صاحب اپنی زندگی کا بیشتر حصہ احمدیت کی مخالفت میں گذارا ہے لیکن باوجود مخالفت کے احمدیت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے جس کا ان کو خود اعتراف ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

(۱) "آج میری حیرت زدہ نگاہیں حسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ۔ وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے غلام احمد قادیانی کی خرافات واہیہ پر اندھا دھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں۔ یہ (احمدیت) ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں ہیں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔"

(زمیندار ۹ر اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(۲) "مسلمانانِ جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں۔ جو ایثار کمر بستگی۔ نیک نیتی اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے۔ وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثل نہیں تو بے انداز عزت اور قدردانی کے قابل ضرور ہے۔ جہاں ہمارے پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں۔ اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت اسلام کر کے دکھا دی ہے۔" (زمیندار ۲ر جون ۱۹۲۳ء)

مولانا صاحب کے والد صاحب مولوی سراج الدین صاحب مرحوم جو اس وقت اخبار زمیندار کے ایڈیٹر تھے۔ اخبار زمیندار ۸ر جون ۱۹۰۸ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء، ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اس وقت آپکی عمر ۲۲۔ ۲۳ سال کی ہوگی اور ہم چشم دید شہادت سے کہتے ہیں۔ کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔"

ایک وقت تھا کہ مولانا صاحب "متقشف احراریوں" کی قبیح حرکات سے بیزار تھے۔ چنانچہ ان کے خلاف مضامین اور نظمیں ان کے اخبار زمیندار میں چھپتی رہتی تھیں۔ ایک نظم "احرار کا جنازہ" میں سے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے:۔

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار

اسلام اور ایمان اور احسان سے بیزار
ناموس پیمبرؐ کے نگہبان سے بیزار
کافر سے سوالات۔ مسلمان سے بیزار
اور اس پہ یہ دعوٰی کہ ہیں اسلام کے احرار
احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار

بیاکر سکے ان سے کوئی اللہ کا بندہ
جب دین کی حرمت کا لگے ہیں نہیں پھندہ
اور شرع کی تذلیل ہے احرار کا دھندہ
پھر کیوں نہ ہیں مسلمان سے چندے کے طلبگار
پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار

(زمیندار مجریہ ۱۰ راگست ۱۹۳۵ء)

تعجب ہے کہ اب انہی اشرار کی پیٹھ ٹھونکنے کے لئے زمیندار پیش پیش ہے۔

چوہدری افضل حق صاحب مرحوم جو احراریوں کے لیڈر سمجھے جاتے تھے کو بھی احمدیت کی تبلیغ کا لوہا ماننا پڑا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کیلئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطر ہو کر اٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کیلئے بڑھا۔ اگرچہ مرزا غلام احمدؐ کا دامن فرقہ بندی سے پاک نہ ہوا۔ تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کیلئے قابل تقلید ہے۔ بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کیلئے نمونہ ہے۔"

(فتنہ ارتداد و پولیٹیکل قلا بازیاں صفحہ ۴۶)

پنجاب اسلامی تبلیغ کے چار مراکز تھے۔
(۱) اسلامی جماعت کا مرکز پٹھانکوٹ میں
(۲) اہلحدیث کا مرکز امرتسر میں۔
(۳) احراریوں اور
(۴) احمدیوں کا مرکز قادیان میں۔

تقسیم ہند کے بعد نمبر ا تا ۳ مراکز قائم نہ رہ سکے لیکن احمدیوں کا مرکز خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قائم رہا۔ یہ وہی مرکز ہے جو بآنگ دہل کہتا ہے۔ کہ اسلام میں اب بھی وہ طاقت موجود ہے جو پہلے تھی۔ اور جو بھارت میں ہندو مسلم اتحاد کی روشنی پھیلانے اور بنیادیں استوار کرنے میں جدوجہد کر رہا ہے۔ یہ وہی مرکز ہے جہاں التزام کے ساتھ پانچ وقت نمازیں اور تہجد پڑھی جاتی ہے۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے اور کفرستان کے سمندر میں توحید الٰہی اور رسالت رسول کا نام لیوا ایک چھوٹا سا لیکن درخشاں جزیرہ ہے۔ اس کے بعد ربوہ (پاکستان) میں احمدی جماعت کا ایک اور تبلیغی مرکز قائم ہوا

یورپ اور امریکہ وغیرہ ممالک میں تبلیغی مشن کھل گئے ہیں۔ اور مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ لہذا میں کفر کے فتوے لگانیوالوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ چھوٹی سی غریب جماعت باوجود اس کی سخت مخالفت کرنے۔ جانی اور مالی نقصان پہونچانے کے کیوں ترقی کر رہی ہے؟ اگر یہ سلسلہ جھوٹا ہوتا۔ تو کب کا تباہ و برباد ہو گیا ہوتا۔ جبکہ حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب مسیح موعود علیہ السلام خود درد بھرے الفاظ میں دعا فرماتے ہیں۔ کہ "اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے قادر۔ رحیم اور مہربان خدا۔ تیری ہر دل پر نظر ہے۔ اور کوئی چیز تیری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ اگر تو دیکھتا ہے کہ میں فسق و فجور سے پُر۔ اور بُرا انسان ہوں۔ تو تو مجھ جیسے بدکار کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ میرے گھر پر آگ برسا اور میرے کاروبار کو تباہ کر دے۔ میرا دشمن بن جا اور میرے دشمنوں کو خوش کر دے۔ لیکن اگر اس کے برعکس میں تیری طرف سے ہوں اور تیرہ خاص بندہ ہوں اور میرا قبلہ تیرا ہی آستانہ ہے۔ اور میرے دل میں تیری ایسی محبت ہے جس کا راز دنیا سے پوشیدہ ہے۔ تو پھر تو مجھ سے محبت و شفقت کا سلوک فرما۔ اور ان اسرار ربانی کو ذرا دنیا پر بھی ظاہر فرما دے۔"

آپؑ کا عشق حقیقی جو آپکو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے ان اشعار میں ملاحظہ فرمایئے ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم!
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

اے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے متعلق غلط فہمی رکھنے والو! کیا آج تک کبھی مفتری علی اللہ کی نصرت اور کامیابی ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہیں تو کیا حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب (مسیح موعودؑ) کی نصرت و کامیابی ان کی صداقت کی واضح دلیل نہیں؟

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

لہذا میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ ٹھنڈے دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں غور فرماویں اور امام الزمان کو قبول کر کے ابدی سعادت حاصل کریں ؎

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ و حیا یہی ہے (مسیح موعودؑ)

ہم اور ہمارے معاصرین بقیہ صفحہ نمبر ۱۲

۱۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تصنیف کشتی نوح میں فرمایا ہے۔ کہ سخت طاعون نمودار ہوگی۔ مگر آپ۔ آپ کے ماننے والے اور آپ کی چار دیواری میں رہنے والے اس سے بچائے جائیں گے۔ حضرت مرزا صاحب کو دعوٰی نبوت تھا۔ اور نبوت ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ مگر مرزائی رحمت کی کوتاہی دیکھئے کہ اس کا دامن حلقۂ بیعت اور مکان کی چار دیواری سے آگے نہیں بڑھتا۔ حالانکہ اول تو سارا ہندوستان ورنہ سارا قادیان تو اس رحمت سے ضرور بہرہ ور ہونا چاہیئے تھا۔

۲۔ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ایک روز آپ وحی کے انتظار میں بیٹھے تھے ایک صحابی بھی موجود تھے۔ کہ اتنے میں پروردگار عالم تشریف لائے۔ اور دستخط ثانی میں قلم ڈبویا۔ اور پھر اُسے جھٹک دیا چھینٹے اس صحابی کی قمیص پر گرے۔ جسے محفوظ کر لیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے،

۳۔ ایک کتاب میں آپ نے لکھا ہے کہ پروردگار عالم نے آپ سے تعلقات زنا شوئی قائم کئے۔

۴۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے اشعار میں بہت گالیاں دی ہیں۔

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ ہر نبی مجسّم رحمت بن کر آتا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص اس رحمت کو ٹھکرا دے تو اپنی حرماں نصیبی کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ چنانچہ فرمایا: وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کیلئے رحمت ہیں جو تم میں سے آپؐ پر ایمان لاتے ہیں (سورۂ توبہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں عام بربادی افگن طاعون پھوٹنے کی خبر دی وہاں یہ بھی فرمایا کہ حضورؑ خود، آپ پر سچا ایمان لانیوالے اور آپکے مکان کی چار دیواری میں رہنے والے اس سے محفوظ رہیں گے۔ چونکہ آپ کی یہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ لہذا آپ کی سچائی پر گواہ ٹھیری۔ اس پیشگوئی کی عظمت دوبالا ہو جاتی ہے جب حضور علیہ السلام کی مندرجہ ذیل تحدی زیر نظر رہے۔ آپؑ نے فرمایا "میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے۔ اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ بٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھا کر کہیگا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہیگا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائیگا۔ کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی"۔ (دافع البلاء صفحہ ۱۸)

قادیان کے متعلق فرمایا۔ "عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئیگی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں"۔ (کشتی نوح صفحہ ۲)

رہا یہ شکوہ کہ یہ رحمت نبوت کوتاہ دامن ہوئی جو مرزا صاحب کے اپنے مکان سے باہر نہ نکل سکی، سو اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھنا تو یہ ہے کہ یہ عظیم الشان خبر نشان ہے یا نہیں۔ اور کیا انسانی طاقت میں ہے کہ بغیر تائید ایزدی اس قسم کا دعوٰی کر سکے۔ ورنہ ظہور نشانات کا دائرہ چھوٹا بڑا تو ہوتا ہی ہے نیز معترض کو یہ بھی تو سوچنا چاہیئے کہ آیا حضرت مرزا صاحب کا وسیع و عریض مکان حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے بھی چھوٹا ہے؟ تدبر و تفکر

دوسرے سوال کے بارہ میں عرض ہے کہ یہ ظاہری نہیں بلکہ کشفی واقعہ ہے اور روشنائی خود حضرت مسیح موعودؑ کی قمیص پر گری تھی جو آپکے حاضر الوقت صحابی مولوی عبد اللہ صاحب سنوری نے حضورؑ سے مانگ لی تھی مگر حضورؑ کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں مولوی عبد اللہ صاحبؓ کی وفات پر انکے ساتھ ہی اُسے بھی دفن کر دیا گیا تھا۔ کچھ قطرے مولوی صاحب مرحوم کی ٹوپی پر بھی گرے تھے۔

بے عمل مسلمانان زمانہ کی بلا جانے کہ اللہ کے پیاروں کو اس کیسے کیسے راز و نیاز حاصل ہوتے ہیں چنانچہ خود حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "رَأَيْتُ رَبِّي فِي صُورَةِ شَابٍّ أَمْرَدَ قَطَطٍ لَهُ وَفْرَةٌ مِنْ شَعْرٍ وَفِي رِجْلَيْهِ نَعْلَانِ مِنْ ذَهَبٍ"۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۱ صفحہ ۔۔۔ موضوعات کبیر صفحہ ۴۶) کہ میں نے اپنے رب کو ایک نوجوان بے ریش لڑکے کی صورت میں دیکھا۔ اسکے لمبے گھنے بال ہیں اور اسکے دونوں پاؤں میں سونے کی جوتیاں ہیں۔ حضرت ملا علی قاری نے اس حدیث کی توثیق فرمائی ہے لہذا اسے مجروح قرار دیکر ٹالا نہیں جا سکتا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا خواب ہے۔ فرمایا "گویا میں اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں"۔ انکے دادا نے تعبیر فرمائی کہ تم کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرمائیگا۔ اور بہت بڑے عالم ہوگے اور نہایت شہرت حاصل ہوگی" (ملاحظہ ہو سوانح عمری مولوی قاسم صاحب مؤلفہ مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی صفحہ ۳)

اسی سلسلہ میں حضرت پیران پیر سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا کشف بھی قابل غور ہے فرمایا "رَأَيْتُ رَبَّ الْعِزَّةِ فِي الْمَنَامِ عَلَى صُورَةِ أُمِّي (بحر المعانی صفحہ ۶۴) یعنی میں نے رب العزت کو نیند میں اپنی والدہ کی صورت پر دیکھا۔

الغرض اس ضمن میں بہت سے حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں مگر یہ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہو۔

تیسرے سوال کے جواب میں عرض ہے کہ یہ بات نہ حضرت مرزا صاحب نے فرمائی اور نہ ہم اسکے قائل ہیں اور بار ثبوت معترض کے ذمہ ہے۔

چوتھے نمبر پر جو الزام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پر لگایا گیا ہے اس کے ثبوت میں کوئی شعر یا حوالہ پیش نہیں کیا گیا۔ ورنہ اعتراض کی ساری قلعی کھل جاتی۔ اور دشمن بات کرے انہونی، یہی الزام انبیاء سابقین پر بھی لگایا گیا ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ موقع محل کی مناسبت سے بڑے بڑے نبیوں

ح م اور رسولوں کو بھی اپنے کلام میں اتار چڑھاؤ کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ انجیل اور قرآن کریم کا معمول مطالعہ بھی اس بارہ میں کافی راہنمائی کا کام دے سکتا ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اعتراض کے جواب میں گالی اور اخبار واقعہ کے فرق پر لطیف بحث فرمائی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ ایسا اعتراض قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ مزید برآں حضور علیہ السلام نے اپنے خدام کو یہی نصیحت فرمائی ہے گالیاں سن کر دعا دو پاکے دکھ آرام دو کبر کی عادت جو

وصیتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے۔

وصیت نمبر ۱۲۹۵۷ - خورشید بیگم بنت مرزا نذیر حسین صاحب ۱۷ گوالمنڈی روڈ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۵/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

مجھے والدین نے ایک جوڑی کانٹے طلائی بنا کر دیئے ہیں جس کا وزن ایک تولہ ہے اور اس کی قیمت تقریباً ۹۰ روپے ہے۔ اس کی میں واحد مالکہ ہوں۔ میں اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی۔ اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔ اپنی زندگی میں اگر میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں وصیت کی مد میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

الامتہ خورشید بیگم بنت مرزا نذیر حسین صاحب ۱۷ گوالمنڈی روڈ نزد چوک شاہ ابو المعالی لاہور

گواہ شد مرزا نذیر حسین والد موصیہ گواہ شد بشارت احمد برادر موصیہ

وصیت نمبر ۱۳۰۷۷ - خورشید احمد ولد امام علی صاحب قوم جٹ سدھو پیشہ زمیندارہ عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۱۶۶/7-R ڈاکخانہ نقیر والی ضلع بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۵/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد کوئی نہیں ہے۔ میرے والد صاحب بفضل خدا حیات ہیں۔ میرا گذارہ ماہانہ آمدنی پر ہے جو غیر متعین ہے۔ جو اندازاً تین صد (۳۰۰) روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کسی قسم کی جائیداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔

العبد خورشید احمد چک ۱۶۶/7-R ڈاکخانہ نقیر والی ضلع بہاولپور

گواہ شد چوہدری علی محمد نشان انگوٹھا۔ گواہ شد نور شید احمد انسپکٹر وصایا

وصیت نمبر ۱۳۱۲۰ - غلام رسول ولد چوہدری حیات محمد صاحب قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۲۷ء ساکن دھرگ ڈاکخانہ نبیر کپور ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۵/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زمین چار بیگھے ملکیت اس کے علاوہ سات صد کی گرو زمین (رہن) ہے ۱۰ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں داخل کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد غلام رسول موضع دھرگ ڈاک خانہ نبیر کپور ضلع سیالکوٹ

گواہ شد چوہدری عنایت اللہ پریذیڈنٹ جماعت۔ گواہ شد صوفی علی محمد انسپکٹر وصایا

وصیت نمبر ۱۳۱۲۶ - باغ علی ولد الٰہی بخش قوم چمرنگ پیشہ چمڑا رنگنا عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۳۶ء ساکن دھرگ میانہ ڈاک خانہ خاص ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۵/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد سوائے رہائشی مکان جس کا حدود اربعہ حسب ذیل ہے۔ مغرب رحیم بخش جولاہا۔ شرق حسین بخش چمرنگ۔ شمال اسمٰعیل چمرنگ۔ جنوب گلی۔ جس کی موجودہ قیمت ۲۵۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ضلع جھنگ کرتا ہوں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو مبلغ ۲۰ روپے ماہوار ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ مذکور کرتا ہوں۔ کمی بیشی کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد اگر اور جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہوگی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔

العبد باغ علی بمقام دھرگ میانہ ڈاک خانہ خاص ضلع سیالکوٹ

گواہ شد چوہدری عنایت اللہ پریذیڈنٹ جماعت دھرگ میانہ۔ گواہ شد خورشید احمد انسپکٹر وصایا

وصیت نمبر ۱۳۱۳۷ - غلام رسول ولد غلام قادر قوم گوجر پیشہ زمینداری عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن رسیو کے ڈاکخانہ بدوکے ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۵/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ پاکستان میں آ کر میں نے چار گھماؤں زمین زرعی حاصل کی ہے۔ اس کی جو آمد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میں اور کوئی جائیداد حاصل کروں۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد غلام رسول ولد غلام قادر موضع رسیو کے ڈاکخانہ بدوکے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد غلام رسول دیہاتی مبلغ۔ گواہ شد بشیر احمد رسیو کے

وصیت نمبر ۱۳۱۵۹ - خدیجہ بی بی بیوہ عبد اللطیف صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ڈوگری گھنماں ڈاکخانہ جودھالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۵/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند یکصد روپیہ۔ زیور چوڑیاں نقرئی ۱½ پاؤ قیمتی تیس روپے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں نیز اگر میری کوئی جائیداد مرنے پر ثابت ہو۔ یا میں زندگی میں پیدا کروں اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو وہ رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

الامتہ خدیجہ بی بی نشان انگوٹھا بمقام ڈوگری گھنماں ڈاک خانہ جودھالہ ضلع سیالکوٹ

گواہ شد علی محمد انسپکٹر وصایا گواہ شد عبد اللطیف نشان انگوٹھا خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۱۳۱۶۲ - مہر بی بی زوجہ محمد خلیل قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۳۰ء بمقام ڈوگری گھنماں ڈاک خانہ جودھالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۵/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر یکصد روپیہ جو کہ میں نے لے لیا ہوا ہے زیور ڈنڈیاں طلائی ½ تولہ۔ انام طلائی ایک تولہ۔ پھول طلائی ایک تولہ۔ مچھلی طلائی ایک تولہ چوڑا نقرئی ۱½ پاؤ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں نیز علاوہ ازیں اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ یا مرنے پر ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرا کر یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو وہ رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔

الامتہ مہر بی بی نشان انگوٹھا بمقام ڈوگری گھنماں ڈاکخانہ جودھالہ ضلع سیالکوٹ

گواہ شد علی محمد انسپکٹر وصایا گواہ شد مقصود احمد پسر موصیہ

وصیت نمبر ۱۳۳۰۵ - تاج الدین ولد صوفی نبی بخش قوم راجپوت عمر ۶۶ سال بیعت ۱۸۹۶/۱۲ ساکن چک ۲/10-R ڈاکخانہ ریناله خورد ضلع منٹگمری۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۱/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں نہ ہی کوئی مستقل اور معین ذریعہ معاش ہے۔ کبھی کسی موقع پر حسب کچھ حالات ساز گار ہوں۔ تو زمینداری کر لیتا ہوں۔ اس قسم کے کام سے میرے پاس صرف دو ہزار روپیہ کی رقم ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے میری زندگی میں مجھے کوئی اور رقم دلائی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ اگر میرے مرنے پر میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد تاج الدین بقلم خود چک ۲/10-R ڈاکخانہ ریناله خورد ضلع منٹگمری

گواہ شد رانا عبد اللہ ۱۵/۱/۵۲ گواہ شد ظفر الاسلام انسپکٹر بیت المال

وصیت نمبر ۱۳۳۷۳ - حسین بی بی بیوہ اللہ رکھا صاحب قوم راجپوت پیشہ درزی عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ٹھروہ ڈاک خانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری موجودہ جائیداد زیورات اس وقت چار صد روپے، سونا چار تولے ڈنڈیاں و کنٹھا اور مشین قیمت یکصد روپیہ۔ کل مبلغ پانچصد روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ میری ماہوار آمد تخمیناً چالیس روپیہ ہے۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ پر وصیت کی جاتی ہے موجودہ جائیداد کے بعد اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامتہ حسین بی بی بیوہ اللہ رکھا بمقام ٹھروہ براستہ پونڈہ ضلع سیالکوٹ

گواہ شد عنایت اللہ ٹھروہ گواہ شد عبد العزیز امیر جماعت احمدیہ ملغفر رائے پور قادر آباد

ہم اور ہمارے معاصرین

از مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کلکتہ

جب سے برصغیر ہندوستان کی تقسیم عمل میں آئی ہے۔ یہاں ہر قسم کی آزادی کے دروازے چوپٹ کھل گئے ہیں۔ اور دیسی اخبار نویسی جو پہلے ہی ننگ صحافت سمجھی جاتی تھی۔ اب اور بھی پر پُرزے نکالنے لگی ہے۔ بے سروپا نقصوں کی تدوین اور "افسانہ نگاری" ہی کو جزو لازم سمجھ لیا گیا ہے۔ تحقیقی مقالے، منجھی ہوئی خیال آرائی، مدلل تنقید اور سلجھے ہوئے تبصرے ڈھونڈے سے نہیں ملتے۔ البتہ طعن وتشنیع، دلآزاری اور بے بنیاد الزامات کی تشہیر عام ہو رہی ہے۔ اکثر غیر مسلم اخبارات پاکستان کی حکمت عملی پر بحث کرتے ہیں۔ مگر ٹوٹتے ہیں اسلامی تعلیمات کے خلاف تبرہ بازی پر۔ حالانکہ اسلام تو اسلام دنیا کا کوئی مذہب جو اللہ تعالے کی طرف سے دنیا میں بھیجا گیا ایسا نہیں ہو سکتا جس کی بنیاد باہمی بغض، عناد اور ظلم و استبداد پر رکھی گئی ہو۔

حقیقت بالا سے مجبور ہو کر، چند ماہ ہوئے ہم نے معزز معاصر "ریاست" دہلی کو ایک نوٹ بھیج کر استدعا کی تھی کہ اسے شائع کر کے مزید روشنی ڈالی جائے مگر اُسے منظور نہ کیا گیا۔ وہ نوٹ حسب ذیل ہے:-

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب "ریاست" دہلی

آداب! گذشتہ دو تین ماہ تک مسلسل سفر و اسفار کے باعث مؤقر جریدہ "ریاست" کا باقاعدہ مطالعہ نہ کر سکا۔ جس کا بے حد صدمہ ہے اور رہے گا۔ کیونکہ یہ ہفت روزہ اخبار بھارت میں دنیائے صحافت کی جان ہے۔ بلاشبہ آپ کی بے لاگ تنقید، دلیرانہ حق گوئی، حب الوطنی اور اصلاح طلبی ایسی صفات ہیں کہ ان کی جس قدر داد دی جائے کم ہے۔

ہم نے ایک مرتبہ پہلے بھی محض "ریاست" کے بلند معیار کے قیام کے لئے مختصر سا نوٹ بھیجا تھا۔ جو آپ نے شائع فرما کر ہمارے جذبات عقیدت کی قدر فرمائی تھی۔ لہٰذا امید بلکہ یقین ہے کہ آج بھی ہماری یہ استدعا عز قبول کو پہنچ جائے گی کہ ہمارا یہ نوٹ درج اخبار کر کے ہمیں مطمئن کیا جائے۔

"ریاست" کا پرچہ مجریہ ۱۱ر فروری ۱۹۵۲ء ہمارے سامنے ہے۔ اس کے صفحہ ۸ پر بعنوان "پاکستان ٹرکی سے سبق لے" آپ نے لکھا ہے "اگر کوئی گورنمنٹ مذہبی حکومت ہونے کی دعویدار ہے تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ مذہب سے اختلاف رکھنے والوں کے ساتھ اسلام کے اصولوں کے مطابق مساوات کا سلوک کرے"۔

اس نوٹ کا مفہوم ظاہر ہے اور آج کل تمام اخبارات یہی راگ الاپ رہے ہیں۔ مگر ہم نے کبھی اُن کا خیال نہیں کیا۔ کیونکہ ہمارے خیال میں ان سے ترقی مدعا اندھے کے آگے رونا ہے۔ لیکن ہم سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا کہ "ریاست" جیسے شاندار اخبار میں کوئی غیر محققانہ نوٹ شائع ہو جائے۔

ہمیں پاکستان یا دوسری اسلامی مملکتوں کی وکالت منظور نہیں ضروری ہے کہ ان کے عیوب و معائب کو اجاگر کیا جائے تاکہ ہر کسی کا اصلی رنگ و رُوپ نمایاں ہو۔ مگر اسلام تو اسلام ہمارا تو یہ ایمان ہے۔ کہ کوئی مذہب بھی جو پروردگار عالم کی طرف سے برپا ہوا ہو عدم مساوات کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر رامچندر، کرشن، زرتشت، کنفیوشس، عیسیٰ، موسیٰ اور محمد علیہم السلام آج اکٹھے ہو کر دنیا میں آجائیں تو یہ آتشکدہ آنِ واحد میں جنت الفردوس بن جائے۔ سچ ہے

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

ساری مصیبت تو یہی ہے کہ نہ ہندو ہندو ہے نہ مسلمان مسلمان اور نہ سکھ سکھ۔ ورنہ اگر فی زمانہ ہندو سچ مچ ہندو، مسلمان سچ مچ مسلمان اور سکھ سچ مچ سکھ بن جائیں تو ہماری کایا پلٹ جائے۔

انہی خیالات نے ہمیں مجبور کیا کہ آپ سے بہ منت دریافت کریں کہ اسلام کے وہ کون سے اصول ہیں جو رعایا میں عدم مساوات کی تعلیم دیتے ہیں۔ تاکہ اگر ہم غلطی پر ہوں تو ہم تمام مذاہب اور ان کے بانیوں سے بیزاری کا اعلان کر دیں ورنہ آپ بھی ان کے قدموں پر شردھا کے پھول چڑھائیں اور "ریاست" کا معیار صحافت بلند سے بلند تر ہو سکے"۔ فقط

(۲)

کلکتہ کے ایک مقامی اخبار روزنامہ "انگارہ" کے ایک نوٹ سے متاثر ہو کر ہم نے چند گذارشات انہیں بھجوائیں۔ مگر مدیر محترم نے اشاعت کا بار بار وعدہ کرنے کے باوجود ایفاء نہ فرمایا۔ گذارشات درج ذیل ہیں:-

مکرم و محترم ایڈیٹر صاحب روزنامہ "انگارہ" کلکتہ،

السلام علیکم۔ عرض آنکہ روزنامہ مجریہ ۲۴ر مئی ۱۹۵۲ء اس وقت ہمارے سامنے ہے جس کا ایڈیٹوریل "قادیانی فتنہ" مزے لے لے کر پڑھا۔ آپ کا یہ پرچہ قابلِ قدر ہے جو لگی لپٹی نہیں رکھتا اور صاف صاف مزید کہہ دیتا ہے۔ مگر کچھ باتیں ایسی ہیں جو وضاحت طلب ہیں۔ لہٰذا درخواست ہے کہ براہ کرم اپنی پہلی فرصت میں ان پر روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں تاکہ کوئی مخمصہ باقی نہ رہے۔ اور انگارہ کے قارئین حقیقت حال سے آگاہ ہو سکیں۔

اول۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "مرزا غلام احمد کا الہام ہے۔ ربنا عاج ہمارا خدا ہاتھی کا دانت ہے"۔ اگر قادیانی واقعی ایسا سمجھتے ہیں تو مہربانی کر کے حوالہ تحریر فرمائیں۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ خود قادیانی اس کی کیا توجیہہ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ خواہ کتنے ہی بُرے ہوں اپنے خدا کو ہاتھی کا دانت نہیں کہہ سکتے۔ اور اگر بلا توجیہہ وہ اپنے خدا کو ایسا ہی خیال کرتے ہیں تو ان کے کذب و افتراء پر کوئی دلیل لانے کی ضرورت نہیں۔ یہی حوالہ مع ان کے بیان کے کافی ہے۔

دوم۔ قادیانیوں کے جلسہ کراچی اور بمبئی کے تذکرے میں آپ نے فرمایا ہے کہ "وہاں جو ہنگامہ اور فساد ہوا اُن خبر رساں ایجنسی نے یہ نہیں بتایا کہ مسلمانوں میں قادیانیوں کے خلاف اشتعال کیوں پیدا ہوا یقیناً پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کی گئی ہوگی"۔

جی تو ہمارا چاہتا ہے کہ عامۃ المسلمین کے کردار کی وکالت کریں مگر "گستاخی کی گئی ہوگی" کا سہارا بالکل ناکافی ہے۔ براہ کرم فن صحافت کا واسطہ قبول فرمائیں اور پختہ بات کہیں کہ وجہ کیا تھی؟ جو اہل اسلام کے اشتعال کا باعث ہوئی۔ تاکہ قادیانیوں سے جواب طلبی ہو سکے۔

سوم۔ ایڈیٹوریل سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیوں کے اشتہار میں رامچندر، کرشن اور بدھ کو "علیہ السلام" لکھا گیا ہے۔ اور گورو نانک کو ایک مسلمان صوفی کے برابر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اس طرح ان کے درجہ کو گھٹایا گیا ہے۔ براہ کرم انگارہ میں اعلان فرمائیں کہ ان بزرگوں کا اصل مقام اور مرتبہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے کیا ہونا چاہیئے۔

چہارم۔ آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک فارسی شعر درج کر کے فرمایا ہے کہ مرزا غلام احمد اپنی جیب میں سو حسین پڑے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ مگر ہم نے جو قادیانیوں سے ذکر کیا تو جواب ملا کہ مرزا صاحب نے جیب کا لفظ ہرگز نہیں لکھا۔ نیز یہ کہ پیرانِ پیر حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ "لیس فی جُبّتی ماسوائے اللہ" کہ میرے جُبّہ میں اللہ کے سوائے کچھ نہیں ہے۔ پس اگر اس سے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی توہین لازم آتی ہے تو اس سے ذاتِ باری تعالےٰ پر حرف آتا ہے۔ اس مسئلہ پر بھی ضرور روشنی ڈالیں۔

پنجم۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قادیانیوں کے اشتہار میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نامی مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کے نیچے لکھا گیا ہے۔ یہ اشارہ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ کیونکہ تحریر میں ناموں کا آگے پیچھے یا اوپر نیچے آجانا ایک طبعی امر ہے۔ ورنہ قرآن کریم ہی کے اندر کئی ایسے نام مذکور ہیں۔ کہ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ایسی پاکیزہ کتاب میں یہ نام کیوں درج کئے گئے ہیں؟

ششم۔ آپ نے بوہروں اور سکھوں سے استدعا کی ہے کہ وہ قادیانیوں کے جلسوں میں نہ شامل ہوا کریں۔ حالانکہ اگر قادیانی بُرے ہیں تو ان کی بُرائیاں اجاگر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں قریب سے مطالعہ کیا جائے۔ اور گھر کا بھیدی بن کر لنکا ڈھائی جائے۔ مگر خدا جانے کیا راز ہے جو ان کے قریب جانے سے روکا جاتا ہے کیا جمہور مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کا ایمان اس قدر کمزور ہے۔ کہ قادیانیوں کے ساتھ میل ملاپ سے اس کے ختم ہو جانے کا خطرہ ہے۔ ہمارے خیال میں اب یہ پالیسی بدل دینی چاہیئے۔ جب ہمارے نوجوان اور خاص و عام ہر بحر کے غواص بنتے ہیں اور اُن کے ایمان کا کچھ نہیں بگڑتا تو قادیانیوں سے راہ و رسم رکھنے کی بھی اجازت ہونی چاہیئے۔ فقط۔

امسال جنوبی ہند کا دورہ کرتے کرتے جب ہمارا تبلیغی وفد بنگلور پہنچا تو وہاں ایک غیر احمدی نوجوان ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ اگرچہ ان کا انداز گفتگو اور طرزِ استدلال کچھ عامیانہ سا تھا مگر چونکہ وہ اپنے تئیں فن وکالت کا طالب علم بتاتے تھے۔ اس لئے پوری کوشش کی گئی کہ اُنکے شکوک کا ازالہ کیا جائے۔ لیکن ان کی "بیزاری" سدِ راہ ہوئی۔ حتیٰ کہ خود اُنکے ہمنواؤں میں سے ایک صاحب نے جو اخبار نویس تھے یہ تجویز پیش کی کہ سوال و جواب کو ضبطِ تحریر میں لے آیا جائے۔ جسے بعد میں وہ چھپوا دینگے۔ اس پر سوالات تحریر کئے گئے۔ اور تحریری جواب دیا گیا۔ ملخص حسب ذیل ہے

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ ہو)